کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... ثلثا فی مجلس واحد

تلك واحدة

الحمد والمنة للہ کہ رسالہ فیض مقالہ وعجالہ نافعہ کاملہ موسومہ

تزئین العموم بجواب الطلاق
لابطال اوہی مباحث الاحقاق

سنہ ۱۹۱۰ء

حسب ارشاد رئیس الموحدین عین المحدثین جناب حاجی حضرت
شیخ عبداللہ زاد اللہ اعانتہ فی مہمات الدین سرپرست مدرسہ اہلحدیث
کلکتہ واقع محلہ تانتی باغ ہکس لین نمبر ۱ مولوی ابو تراب عبدالرحمن صاحب
حنفی گیلانوی بہاری نے تحریر فرمایا جزاہ اللہ خیرا کثیرا کثیرا آمین

احقر محمد علی حیدر آبادی

[illegible] میں چھپا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صاحب الغیاث سے ایک استفسار

آپ نے الغیاث ص۳۳ میں آٹھویں حدیث بحوالہ سنن دارقطنی نقل
کیا ہے جو بجنسہ درج ذیل ہے ملاحظہ ہو!

حدیث اخبرنا احمد بن محمد بن زیاد القطان نا ابراہیم ابن محمد بن ہیثم
صاحب الطعام نا محمد بن حمید نا سلمۃ بن الفضل عن عمرو ابن ابی
قیس عن ابراہیم بن عبد الاعلی عن سوید ابن غفلۃ قال کانت
عائشۃ الخثعمیۃ عند الحسن بن علیؓ بن ابی طالب فلما اصیب علیؓ
و بویع الحسنؓ بالخلافۃ قالت لتہنک الخلافۃ یا امیر المؤمنین فقال
یقتل علیؓ تظہرین شماتۃ اذہبی فانت طالق ثلاثا فتقنعت بثوبہا وقالت
اللہم انی لم ارد الا خیرا فبعث الیہا بمتعۃ عشرۃ الاف بقیت
لہا من صداقہا فلما وضع بین یدیہا بکت وقالت متاع قلیل من حبیب مفارق
فلما بلغہ قولہا بکی وقال لولا انی سمعت [illegible] یقول ایما رجل
طلق امرأتہ ثلاثا عند کل طہر تطلیقۃ او عند راس کل شہر تطلیقۃ
او طلقہا ثلاثا جمیعا لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ

یا دین تو سہو ونسیان پر محمول کر کے اطلاع بخشین -

اعیان اہلحدیث کو تو کوئی پرواہ ہی نہین ہے مگر عوام اہلحدیث پر فاضل بہاری کا یہ انتقال مذہبی (کہ مذہب اہلحدیث سے اُنھون نے تقلید کیطرف انتقال کیا) اثر ڈالیگا - لیکن انشاءاللہ یہ رسالہ خاکسار کا اس اثر کے زائل کرنے مین نہایت اکسیر اور تریاق اعظم ثابت ہوگا -

اس رسالہ پر علماء کرام کی تقریظین لکھانیکا اہتمام اسلئے نہ کیا گیا کہ کہیں مقرظین اہلحدیث مقرظین احناف سے بدلہ نہ لینے لگین - اور دوسرے یہ کہ مین نے خود کسی صفحہ مین علماء کرام مانعین کے اسمائے گرامی نقل کئے ہین جو برائے خاص بطور تقریظ اور تصدیق کے واقع ہوئے ہین -

اخیر مین خدا سے دعا ہے کہ خداوندا ! اپنے فضل وکرم سے اس رسالہ کے اشاعت کی توفیق اپنے کسی خاص بندہ کو عنایت فرما - اور اس رسالہ کو قبول بنا کر ہمکو اور الدال علی الخیر کے مصداق حاجی صاحب موصوف کو گناہون کی مغفرت سے سرفراز فرما - آمین یارب العلمین -- والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ محمد والہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین -

ایک نظر ادھر بھی

اس رسالہ کے لکھنے مین دیر اسلئے ہوئی۔ کہ شائد مؤلف الاحقاق رسالہ
المغاث لاہل الغیاث دیکھکر الاحقاق کے مضامین سے رجوع کرکے براہ حقانیت
اشتہار اپنے رجوع کا دیوین جیسا کہ ابھی ابھی آرہ والے [illegible] اق اور طلاق
والے مسئلہ مین ایک طرف فتوی دیکر رجوع کر گئے اور اشتہار اعلان
کر دیا کہ مین نے پہلے مسئلہ سے رجوع کیا۔ مگر تین ماہ کامل تک جبکہ انکی طرف
سے خاموشی دیکھی گئی تو خاکسار نے ماہ جمادی الاخری ۱۳۲۶ھ کی پہلی تاریخ
سے جواب لکھنے کا آغاز کرکے محض بتوفیق باری فاضل بہاری کے رسالہ کا
جواب ۱۳۔ جمادی الاخری ۱۳۲۶ھ کو اتمام کو پہونچا دیا فالحمد للہ علی ذلک
اس جواب کے اصلی محرک حامی سنت ناصر الملۃ حاجی شیخ عبد اللہ صاحب
رئیس اہلحدیث تانتی باغ کلکتہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ محض اظہار [illegible] افی ہونا چاہیے
بنا برین خاکسار نے امر محقق کے اظہار مین اپنی وسعت علمی کے اعتبار کرکے
کمی نہین کی ہے اور مختصر جو مطلب خیز ہے اسی سے کام لیا ہے فضول اور
نامقبول اور غیر مہذب عبارات اور دلائل اور الفاظ سے حتی الوسع احتراز
کلی برتا ہے۔

اگر حضرات ناظرین اظہار مطلب مین عبارت کو کسی جگہ قاصر پاوین تو
عنایات عفو سے کام لین۔ اور اگر عبارات منقولہ عن الکتب مین کوئی غلطی

خبر محقق ہے کہ فاضل بہاری نے (قبل از ملازمت مدرسہ عالیہ کلکتیہ کے) استاد علامہ مولانا ابو الطیب شمس الحق صاحب مدفیضہ محدث ڈیانوی کی خدمت مین جاکر کہا کہ مولوی ابو النصر صاحب کا رسالہ الغیاث اگر آپکے پاس موجود ہو تو عنایت فرمادین مین اسکی تردید کرنا چاہتا ہون۔ مولانا نے ان کو وہ رسالہ عنایت فرمایا۔ فاضل بہاری نے مدرسہ عالیہ مین ملازم ہونے کے ساتھ ہی اظہار حنفیت کی غرض سے الغیاث ہی کے مضامین کے مطابق رسالہ شائع کردیا۔

مجھے خوب یاد ہے کہ ہمارے والد علامہ کو فاضل بہاری سے موضع چوارہ مین حاجی عبدالستار صاحب کے لڑکے عبدالجبار مرحوم کے عقیقہ مین ملاقات ہوئی تھی۔ والد علامہ مدظلہ نے فاضل بہاری کو اس مضمون کا استفتا دیا کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ واحد رجعی ہے یا مغلظہ؟ فاضل بہاری نے اس کا جواب اپنے قلم سے لکھا تھا کہ ایسی تین طلاق واحد رجعی ہے۔ افسوس ہے کہ یہ فتویٰ فاضل بہاری کا ہماری غفلت سے گم ہوگیا اور یہی وجہ ہوئی کہ مقدمۂ المغاث کے اخیر مین درج نہ ہوسکا۔

فاضل بہاری کو چونکہ مولوی بشارت کریم مرحوم دلسنوی اور مولوی سعید مرحوم بنارسی اور مولوی قاری عبداللہ مرحوم شاہ پوری اور شیخنا و شیخ الکل حضرت مولانا سید محمد نذیر حسین مرحوم محدث دہلوی سے تلمذ حاصل ہے اور علماء اہلحدیث سے میل جول بھی زائد رکھتے تھے اور اہلحدیث ان کو حضرات احناف کی طرح اہلحدیث سمجھتے تھے۔ اس لئے مدرسہ عالیہ کلکتیہ مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی اما بعد

ایک فتوی محررہ مولوی فاضل عبدالوہاب صاحب متوطن سرہدی علاقہ بہار کا
ربیع الاول ۱۳۲۲ھ مین میری نظر سے گذرا۔ فاضل مجیب نے اس رسالہ مین جو کچھ
دلائل نقل کئے ہین وہ سب رسالہ الغیاث من المعاث مؤلفہ عم محترم مولوی شمس
ابو النصر صاحب گیلانوی سے ماخوذ ہین۔ جسکا جواب باصواب المغاث
لاہل الغیاث مؤلفہ مکرم معظم مولوی ابو صالح علی حسن صاحب گیلانوی حال
مقامی مدھوپور۔ مطبع اہلحدیث امرتسر سے شایع ہوچکا ہے۔
گو اسکا جواب دینا کچھ ضرور نہین تھا مگر امتثالاً لامر بعض الاحباب اور
بغرض اتمام حجت اور ابطال باطل فاضل بہاری کے فتوی بصورت رسالہ
بالاحقاق کا جواب لکھنا پڑا ...... اب تھوڑا سا وہ حال فاضل بہاری
ارقام ہوتا ہے جو اکثر حضرات ناظرین کو معلوم نہین ہے۔ اور اسکا اظہار بھی
پر ضرور ہے۔

ازانجملہ ایک رسالہ تبیان الشواہد ہے جو مولوی زکریا ابویحیی مرحوم مظفرپوری نے لکھا ہے لاریب یہ رسالہ بھی طلاق ثلاثہ دفعۃً کے واحد رجعی ثابت کرنے مین لاجواب ہے - اس مین جا بجا الغیاث کا جواب بھی دیا گیا ہے -

ازانجملہ ایک رسالہ المغاث لاہل الغیاث ہے جو مولوی حکیم علی حسن صاحب گیلانوی نے بجواب رسالہ الغیاث تحریر فرمایا ہے - الحق کہ یہ وہ رسالہ ہے جس کی اشاعت نے قائلین بوقوع الثلاث کے تمامی عقلی و نقلی دلائل کو تار عنکبوت یا مکڑی کے جالہ سے بھی زیادہ کمزور ثابت کردیا - اسکے برابر مفصل اور مبسوط کتاب مسئلہ طلاق ثلاثہ دفعۃً پہلے مین نہین لکھی گئی ہے ؛ اسمین صاحب الغیاث کے اُن دل شکن الفاظ کا بھی جواب دیا گیا ہے جو انھون نے تعریضاً وکنایتاً خاکسار کے والد علاّمہ اور اپنے اور صاحب المغاث کے اُستاد کے مبارک شان مین لکھے ہین -

ازانجملہ ایک رسالہ اشرف الابحاث ہے جس مین وقوع طلاق ثلاثہ پر زور دیا گیا ہے -

ازانجملہ ایک رسالہ ہدایت الزوجین ہے جو مولوی فاضل ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری نے بجواب رسالہ اشرف الابحاث لکھا ہے -

ازانجملہ مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار جہلم کا رسالہ عمدۃ الابحاث ہے اس رسالہ مین وقوع ثلاثہ دفعۃ پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے اور حتی الوسع دلائل عقلیہ و نقلیہ سے رسالہ مملو کیا گیا ہے اور

حنفیت کے اظہار کیئے بغیر وقعت ہونی مشکل دیکھکر الاحقاق شایع کرنا ضروری تھا۔

اب یہ بتانا ضروری نہین ہے کہ فاضل بہاری کہان تک لائق اعتبار ہین اور انکی باتین کس حد تک قابل وثوق ہین اس کا انصاف ناظرین کے ہاتھ ہے۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ پر فریقین (قائلین اور مانعین) کے جانب سے متعدد رسالے لکھے جاچکے ہین جن مین سے اکثر ہماری نظر سے گذر چکے ہین۔

ازانجملہ ملا محمد عظیم صاحب پنجابی کا رسالہ ہے جس مین وقوع ثلاث دفعۃً پر بحث کی گئی ہے۔

ازانجملہ مولوی حکیم علیم الدین حسین مرحوم نگرنہسوی کا رسالہ فیصلۃ العلیم ہے جو ملا محمد عظیم صاحب پنجابی کے رسالہ کا جواب ہے اور الحق کہ خوب اور با صواب ہے۔

ازانجملہ ایک رسالہ خاکسار کے والد علامہ کا ہے جس کا نام تحقیق المغاث ہے۔ یہ رسالہ گو مختصر ہے مگر طلاق ثلاثہ دفعۃً کے واحد رجعی ہونے کا مفصل بیان اسمین موجود ہے۔

ازانجملہ عم محترم مولوی ابو النصر صاحب گیلانوی کا رسالہ الغیاث من المغاث ہے جو خاکسار کے والد علامہ مدظلہ کے رسالہ تحقیق المغاث کا جواب ہے نہایت افسوس ہے کہ عم محترم نے اپنے شیخ کے مقابلہ مین رسالہ لکھا اور وہ بھی کنایتاً اور تعریضاً دل شکن لفظون مین۔

ایک رسالہ لکھا ہے لیکن مین اُسکی زیارت سے مشرف نہین ہوا۔

باقی رہین وہ کتابین جنمین اس مسئلہ مانحن فیہا پر علمائے بحث کی ہے بہت ہین منجملہ انکے اغاثۃ اللہفان اور زاد المعاد اور اعلام الموقعین اور فتح الباری اور نیل الاوطار اور فتح القدیر اور سبل السلام اور مسک الختام اور فتح العلام اور روضۃ الندیہ اور التعلیق المغنی اور عون المعبود اور اہلحدیث کا مذہب ہے۔ اور ماعدا انکے اور بہت سی تفاسیر ہین جن مین مانحن فیہ بسط کے ساتھ مندرج ہے جس سے صاف پتہ چلتا ہے کہ

اس مسئلہ مین سلفاً و خلفاً برابر اختلاف چلا آتا ہے اور یہ مسئلہ مختلف فیہا ہے

اب یہان سے فاضل بہاری کے قول کو قال اور اپنے قول کو قلت سے تعبیر کرتا ہون

واللہ الموفق والملہم للصواب

قال صـ۳ سـ۳ صورۃ مسئولہ عنہا مین تین طلاق مغلظہ واقع ہونگی جسکا حکم یہ ہے کہ وہ عورت بغیر حلالہ کے زوج اول کے عقد نکاح مین نہین آسکتی ہے۔

قلتُ۔ یہ جواب قرآن مجید اور حدیث شریف کے خلاف ہے قرآن مجید مین طلاق ثلاثہ واقع کرنے کی صورت یون بتائی گئی ہے کہ فقط دو بار طلاق دینے تک رجعت کا استحقاق ہے چاہے رجوع کرے چاہے تیسری دفعہ طلاق دیکر الگ کردے اور اس تیسری طلاق کے بعد زن مطلقہ ثلاثہ تم پر بغیر حلالہ کے حلال نہین ہے اور جب طلاق دو تو قبل از عدۃ (طہر مین) دیا کرو

الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسریح باحسان فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره الآية فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة

تعصب مذہبی اور بدگوئی کو جا بجا بے تحاشہ برتا گیا ہے۔

ازانجملہ مولوی حافظ قادر بخش صاحب خلیلی ملتانی کا رسالہ ارشاد البریۃ الی کون الطلقات الثلاث واحدۃ رجعیۃ ہے جو بجواب عمدۃ الابحاث لکھا گیا ہے یہ رسالہ اپنی بعض خوبیوں کے اعتبار سے لاجواب ہے۔

ازانجملہ خاکسار کا رسالہ زبدۃ الابحاث ہے جو بجواب عمدۃ الابحاث لکھا گیا ہے اگر خود ستائی کا شبہ پیدا ہونے کا خوف نہ ہوتا تو مین کہہ سکتا تھا کہ میرا رسالہ علماء اور اہل نظر کے معائنہ کے قابل ہے۔ اس رسالہ مین صاحب عمدۃ الابحاث کے تمامی مطاعن اور شبہات اور مغالطات اور دلائل کا دلچسپ جواب دیا گیا ہے۔

ازانجملہ فاضل بہاری کا رسالہ الاحقاق ہے جو الغیاث کا خلاصہ ہے۔

ازانجملہ خاکسار کا یہ مختصر سا رسالہ ہے جسکا تاریخی نام ہے ۱۹۱۰ء

تردید العموم وجواب لا طلاق لا ابطال کل مباحث الاحقاق

یہ رسالہ بجواب رسالہ الاحقاق لکھتا ہون اور حتی الوسع مہذب الفاظ اور دلچسپ جملون کے ایراد کا ارادہ رکھتا ہون اللہ تعالیٰ فائز المرام فرما کر ہماری سعی قبول فرما کر مشکور بین الناظرین بناوے۔ آمین یا رب العلمین۔

الغرض یہ ایک درجن سے زیادہ رسالے ہین جو مسئلہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے متعلق لکھے جا چکے ہین اور اکثر چھپ بھی گئے ہین اور بعض بعض قریب الطبع ہین۔

تنبیہ حافظ .... امام شوکانی نے بھی طلاق ثلاثہ دفعۃً مین —

قال ص۲ س۱۱ اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی صرف ایک طلاق ہے خواہ جلسہ واحدہ مین ہو خواہ متعدد جلسون مین طہر مین ہو یا حیض مین۔

قلت۔ دراصل یہ قول الغیاث ص۶ سے ماخوذ ہے اور گو اسکا جواب المغاث ص۶۹ مین مذکور ہے تاہم مین بھی بطرز دیگر مناسب مقام لکھتا ہون بیشک اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوا کہ طلاق رجعی دو بار ہے اور جو عموم صاحب الاحقاق نے ذکر کیا ہے وہ بھی متبادر ہوتا ہے۔ مگر علامہ ملا جیونؒ صاحب نور الانوار اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ اکثر مفسرین کے نزدیک فان طلقها آیة الطلاق مرتان سے لگاؤ رکھتا ہے یعنی طلاق رجعی ایک بار ہے یا دو بار اسکے بعد اگر تیسری بار طلاق دیدیگا تو تاوقتیکہ وہ عورة کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرلے اور وہ مرد اس عورة سے ہم بستر نہ ہولے شوہر اول اس عورة سے نکاح نہین کرسکتا ہے۔

> قال اکثر المفسرین انها متصلة بقوله تعالی الطلاق مرتان یعنی الطلاق الرجعی مرة او مرتان فان طلقها بعدها تطلیقة ثالثة فلا تحل له بعد ذلك ابدا حتی تنکح زوجا آخر غیره ثم دخل بها ذلك الزوج (تفسیرات احمدیہ ص۱۰۲)

اور خاتم الفقہاء صاحب ہدایہ ارشاد فرماتے ہین کہ فان طلقها سے مراد تیسری طلاق ہے

> والمراد الطلقة الثالثة (ہدایہ ص۳۷)

اور علامہ ابن الہمام نے فتح القدیر ص۲۵ مین صاحب ہدایہ کے اس قول کو یون مدلل کیا ہو کہ خدا نے

پس معلوم ہوا کہ ہر طلاق طہر مین دیگر اگر تین کی تعداد پوری کریگا تو رشتۂ نکاح ایسا ٹوٹ جاتا ہے کہ پھر بغیر حلالہ کے یہ مطلقہ مغلظہ زوج اول سے نکاح نہین کر سکتی ہے۔ والا دفعتًا تین طلاق بلا جلسۂ واحدہ کی تین طلاق مغلظہ نہین ہوگی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کی طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کو صرف ایک فرمایا اور انکو رجعت کی اجازت بخشا۔ الغرض

طلق رکانة امرأته ثلاثا فی مجلس واحد فسأله رسول اللہ صلعم کیف طلقتها قال طلقتها ثلاثا قال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها ان شئت (مسند امام احمدؒ)

طرز مشروع طلاق ثلاثہ کے ایقاع کا ایک دفعہ تین طلاق دیدینا ہرگز نہین ہے چنانچہ علامہ ابن الہمام حنفی فرماتے ہین کہ تین طلاق ایک مرتبہ دیدینا غیر مشروع ہے پس جب یہ طرز غیر مشروع ٹھہرا تو ایسی صورت مین متبادر یہی ہے کہ ایک طلاق بھی نہ پڑے جیسا کہ فتح القدیر مین ہے کہ متبادر یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایسی حالت مین ایک طلاق بھی نہ پڑے جیسا کہ امامیہ کہتے ہین

فلا طلاق مشروع بمرة واحدة (فتح القدیر ص۱۴۹)

وکان یتبادر ان لا یقع شی کما قالت الامامیة (فتح القدیر ص۱۴۹)

لیکن چونکہ حدیث مذکور سے صاف پتہ چلتا ہے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ واحد رجعی ہوتی ہے اور بنا برین عقل سلیم مانتی ہے کہ ایک ضرور واقع ہو کیونکہ ایک تین مین داخل ہے اور ایک طلاق ایک وقت مین (طہر کے حال مین) دینا بھی چاہیئے۔ فافہم۔

طلاق دیدو ورنہ مت دو۔ یہی وہ عدۃ ہے (طہر) جسمین خدانے طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔ اس موقع مین آنحضرت صلعم نے اسی سورۂ طلاق والی آیت مذکورہ سے استدلال فرمایا۔ چنانچہ صحیح مسلم مین ایک روایت ہے جسکا مضمون یہ ہیکہ آنحضرت نے سورۂ طلاق والی آیت پڑھی تھی۔

اور عبد یزید ابو رکانہ رض کی تین طلاقونکو ایک فرماکر آنحضرت صلعم نے یہی آیت آخر تک تلاوت فرمائی تھی پس بنابرین ادعائے عموم آیۃ بے دلیل اور غلط ثابت ہوا۔ اور خاکسار کے پیش کردہ دلائل قرآن وحدیث وفقہ سے یہی ثابت ہوا کہ جو شخص اپنی زوجہ کو حالۃ طہر مین مجلسات متفرقہ تین طلاقین دیدے تو اس کی زوجہ بغیر حلالہ کیئے شوہر اول سے نکاح نہین کرسکتی ہے۔

قال النبی صلعم لعبد یزید طلقہا ففعل ثم قال راجع امراتک فقال انی طلقتہا ثلاثا یارسول اللہ قال قد علمت راجعہا وتلی یاایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوہن لعدتہن الاٰیۃ

طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ اور طلاق فی الحیض کا اس آیۃ کریمہ سے حکم نکالنا غلط ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رض کو حالۃ طہر مین طلاق واقع کرنے کی ہدایت کی گئی اور رکانہ بن عبد یزید کی طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کو ایک فرمایا گیا۔ اور ابو رکانہ کو تین طلاق دینے پر رجوع کرلینے کا حکم دیا گیا اور صحیح مسلم مین ہے کہ آنحضرت کے عہد مبارک سے لیکر حضرت عمر رض کی خلافۃ کے دو برس تک طلاق ثلاثہ ایک شمار ہوتی تھی۔

عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلعم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر طلاق الثلاث واحدۃ (صحیح مسلم)

علاوہ برین صحیح بخاری کتاب التفسیر مین ہیکہ

فان طلقها بعد الطلاق مرتان کے ارشاد فرمایا ہے پس اس سے تیسری

لانہ ذکرھا عقیب الطلقتین فی القرآن حیث قال الطلاق مرتان ثم قال فان طلقھا الخ	طلاق مراد ہے اور یہی جمہور کا مذہب ہے

اور کتاب الحدود میں صاحب ہدایہ کے قول وقد نطق الکتاب

فی الکتاب ما اذا وقع الثالثۃ بعد ثنتین ولا خلاف لاحد فیھا انما خلافھم فی الثلاث بمرۃ واحدۃ ولیس ھو متناول النص (فتح ص۵۹)	بانتفاء الحل کے متعلق اس طور پر رفع ابہام فرماتے ہیں کہ قرآن شریف کا منطوق (ظاہر حکم) یہ ہے کہ دو طلاقوں کے بعد تیسری طلاق دینے کی

صورۃ میں حلت باقی نہیں رہتی ہے۔ اور اس میں کسی کا اختلاف یا خلاف منقول نہیں ہے۔ اختلاف ہے تو مرۃً واحدۃً طلاق ثلاثہ کے واقع ہونے میں ہے اور (حقیقۃ میں) یہ صورۃ نص قرآنی کو شامل نہیں ہے۔

علاوہ بریں سورہ طلاق کی آیت فطلقوھن بعدتھن اس عموم کو جو صاحب الاحقاق اعنی فاضل بہاری کا مزعوم ہے باطل کر دیتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن عمرؓ کو طلاق فی الحیض دینے پر

فاذا حاضت اخری وطھرت فان شاء فلیطلقھا قبل ان یجامعھا وان شاء فلیمسکھا فانھا العدۃ التی امر اللہ ان تطلق لھا النساء	طلاق دینے کی ترکیب یہ بتائی تھی کہ جب تمہاری زوجہ حیض سے پاک ہو جائے تو دوسرے حیض کا انتظار کرو اور اس حیض سے پاک ہونے پر جی چاہے تو

ثالثاً اگر طلاق ابن عمرؓ واقع ہوگئی تھی تو آنحضرت صلعم نے کیون نہ فرمایا
کہ وہ ایک طلاق ہے ..... رابعاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بصراحت
منقول ہے کہ آپنے اس طلاق کو معتد بہ نہ سمجھا چنانچہ ابن عمرؓ کی یہ روایت
بطریق ابی الزبیر بہت سے محدثین نے علی شرط مسلم روایت کی ہے اور اسکے علاوہ
بسند صحیح ابن عمرؓ کا فتوے بھی منقول ہے کہ طلاق فی الحیض معتد بہ نہین ہے
...... اور ابن عبد البرؒ کا یہ کہنا کہ ابی الزبیر کے سوا کسی نے یہ روایت نہین کیا
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق ابن عمرؓ کو معتد بہ نہ سمجھا محض بیجا ہے
ابو الزبیر کی متابعت کرنیوالونکی تعداد نافع کی متابعت کنندونکی تعداد سے
کم نہین ہے چنانچہ خود ابن عبد البرؒ نے متابعت ابی الزبیر کا تمہید مین اقرار کیا ہے
مخفی نہ رہے کہ یہ جواب اس صورت مین خیال کیا جاے جبکہ ابن عمرؓ
کی طلاق کو آنحضرت کی طرف سے شمار کیا جانا غیر مسلم اور نا ثابت سمجھا گیا ہے
اور اگر مان بھی لین کہ آنحضرت صلعم نے انکی طلاق فی الحیض کو شمار فرمایا تھا
تو اسکے دو جواب ہین۔

جواب ۱ احتمال ہے کہ ابن عمرؓ نے اپنی زوجہ حائضہ کو بیک وقت تین طلاقین
دی ہون اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طلاق شمار فرمائی ہو (دیکھو صحیح مسلم)
جواب ۲ ہم تھوڑی دیر کیواسطے تسلیم کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے ابن عمرؓ
کی ایک ہی طلاق الحیض کو معتد بہ جانا اور شمار فرمایا تھا۔ لیکن ساتھ ساتھ
یہ بھی عرض ہے کہ طلاق فی الحیض اس صورت مین غیر مشروع نہین ہے کیونکہ
آنحضرت صلعم نے اسکو شمار فرمایا وھذا ھو القیاس یا یہ سمجھے کہ غیر مشروع ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس واقعہ یا مسئلہ طلاق فی الحیض سے ناخوش ہوئے اور سنن نسائی مین ہے محمود بن لبید کہتے ہین آنحضرت صلعم کو اسکی خبر ہوئی کہ کسی نے اپنی زوجہ کو دفعتاً تین طلاق دی ہے یہ سنکر آنحضرت صلعم مارے غصہ کے کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ خدا کی آیتون سے ٹھٹھا کرتے ہو اور مین ابھی زندہ ہون ایک صحابی نے عرض کیا کہ یا حضرت اسکو مار ڈالون

اخبر رسول اللہ صلعم عن رجل طلق امراتہ ثلاثا جمیعا فقام رسول اللہ صلعم غضبان وقال ایلعب بکتاب اللہ وانا بین اظہرکم فقام رجل وقال الا اقتلہ

پس اگر آیہ کریمہ اسقدر عام تھی کہ طلاق فی الحیض اور طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کو بھی شامل تھی تو پھر طلاق فی الحیض پر خفا ہونا اور تین طلاق دفعتاً کو خدا کی آیتون سے ٹھٹھا کہنا چہ معنی دارد۔

بنابرین اس آیہ کریمہ الآیہ سے حکم طلاق فی الحیض اور حکم طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کا مذہب جمہور کے خلاف نکالنا محض باطل اور غلط ہے

اعتراض اگر طلاق فی الحیض شمار نہ ہوتی تو آنحضرت صلعم ابن عمرؓ کو حکم رجعت کیون سُناتے اور ابن عمرؓ رجوع کیون کرتے۔

جواب اولاً رجعت کا حکم اس بنا پر دیا کہ ابن عمرؓ نے حالت غصہ مین زوجہ کو طلاق فی الحیض دیکر گھر سے نکال دیا تھا آنحضرت صلعم نے بزرگانہ طور پر فرمایا کہ زوجہ کو گھر لے آؤ اور تالیف قلب کے لئے فرمادیا کہ دینی ہو تو حالت طہر مین دیجیو

ثانیاً اگر یہ طلاق فی الواقع شمار کیگئی تھی تو پھر حکماً رجوع کرنا چہ معنی دارد اس صورت مین تو طلاق بائن کی کلیتہً بیخکنی ہو جاتی ہے۔

ا قول یجوز تخصیص القرآن بالخبر المتواتر اتفاقا واما الخبر الواحد فالحق جوازہ وبہ قال الائمۃ الاربعۃ (شرح مختصر ص۲۷۳)	فی شرح مین فرماتے ہین کہ خبر متواتر سے تو قرآن کی تخصیص بلا تفاق جائز ہے باقی رہی خبر واحد سو ائمہ اربعہ کا یہی قول ہے کہ خبر واحد سے بھی قرآنکی تخصیص جائز ہے

پس آیہ کریمہ الطلاق مرتان الایہ خاص طلاق طہرا بعد طہر کا حکم دیتی ہے اور وہ بھی مرۃً بعد مرۃ کا۔ اس آیہ کریمہ سے حکم طلاق فی الحیض یا حکم طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کا حسب مزعوم فاضل بہاری کے نہین ظاہر ہوتا ہے فافہم مین بھول گیا عبد یزید ابورکانہ والی روایت جو سنن ابی داؤد مین ہے، اسکے بارے مین حافظ ابن حجر عسقلانی بلوغ المرام مین فرماتے ہین کہ اسکی سند مین بھی محمد بن اسحق ہین جنپر جرح ہے ...... خاکسار کے نزدیک حافظ صاحب سے اس مقام مین سامحہ ہوا ہے کیونکہ سنن ابی داؤد مین اس حدیث کی سند ابن اسحق کے نام سے معری ہے۔ باقی رہا یہ امر کہ ابن اسحق مجروح ہین اسکا جواب یہ ہے کہ جب انکی روایت کا امام بخاری جیسے مسلّم الثبوت ناقد نے اعتبار کیا ہے تو پھر اور کون ہے جو ابن اسحق کے اعتبار مین شک کر کے کامیاب ہو سکے۔ ابن اسحق کی توثیق شرح وبسط کے ساتھ زبدۃ الابحاث مین لکھی گئی ہے

قال ص۳ س۱۳ اگر لفظ مرتین سے جو الطلاق مرتین مین مذکور ہے تراخی ومہلۃ بین الطلاقین کی ضرورت ہو اور طلاق ثلاثہ بغیر تراخی ومہلۃ غیر مغلظ اور غیر موثر ومعتبر ہو جیسا کہ مخالفین نے سمجھا ہے تو لعان مین جسمین تلفظ شہادات باللہ اربع مرات شرط ہے کل شہادتو نکو تراخی مہلۃ کے ساتھ جلسات متفرقہ مین ہونا

مگر چونکہ آنحضرت صلعم نے اسکا اعتبار فرمایا اسیلیے طلاق فی الحیض مین وہ قاعدہ کہ نہی بطلان کی مقتضی ہے جاری نہین ہوگا اور اسکو مستثنیٰ سمجھا جاویگا انتباہ کہین ایسا نہو کہ جلد باز حضرات جھٹ پٹ حکم لگاوین اور نتیجہ نکال لین کہ اسی طرح طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کی نہی بھی بطلان کی مقتضی نہین ہے اور وہ بھی مستثنیٰ ہے۔ یہ نتیجہ نکالنا غلط ہے اسیلیے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کے متعلق قائلین بالتغلیظ ایک حدیث صحیح تو کجا حسن بھی پیش نہین کرسکتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کو مغلظ فرمایا اگر ہے تو پیش فرماوین ورنہ مان لیوین کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کو واحد رجعی گننے والے حق پر ہین حقیقتہ الامر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز ابن عمرؓ کی طلاق فی الحیض کو شمار نہین فرمایا تھا اور ہمارا اسی پر ایمان ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے کیونکہ آیت کریمہ فطلقوھن لعدتھن کی مخالفت لازم آتی ہے اور آنحضرت حکم قرآن شریف کو مخالف نہین ہو سکتا ہے لانہ لا یوجد بالاستقراء علی الصحیح۔

الغرض میرا مذہب یہی ہے کہ طلاق فی الحیض واقع نہین ہوتی ہے اس لیے مطلِق اور مطلَقہ کہین عدۃ کا شمار نہ کرنے لگین بلکہ چاہیے کہ رہین اور بسین۔

الجملہ آیت الطلاق مرتان الایہ کے عموم کی نافی اولاً تو آیت فطلقوھن لعدتھن ہے ثانیاً احادیث نبویہ متعلقہ ابن عمرؓ وعبدیزیدؓ ورکانہؓ اس عموم کی مخصص ہین

اعتراض دلیل ظنی (حدیث یا خبر واحد) سے دلیل قطعی (قرآن مجید) کی تخصیص ناجائز ہے۔

جواب معترض کا قول محض غلط ہے قاضی عضد الملۃ والدین مختصر الاصول

فی زمانین وھذا انما یعلم اھل الحدیث
انہ غلط وانہ لم یقع الانشقاق
الا مرۃ واحدۃ ولکن ھذا
وامثالہ فھموا من قولہ مرتین المرۃ
الزمانیۃ اذا عرف ھذا فقولہ
نؤتھا اجرھا مرتین وقولہ یؤتون
اجرھم مرتین ای ضعفین فیؤتون
اجرھم مضاعفا وھذا یمکن اجتماع
المرتین منہ فی زمان واحد
واما المرتان من الفعل فمحال
اجتماعھما فی زمان واحد
فانھما مثلان واجتماع المثلین
محال وھو نظیر اجتماع حرفین
فی ان واحد من متکلم واحد۔
زاد معاد صفحہ ۲۱۴ جزء ۱ - اغاثۃ اللھفان
مصریہ صفحہ ۱۶۳ -

مرۃ او مرتین اور لتفسدن فی الارض
مرتین اور لیستاذنکم الذین ملکت
ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث
مرات ان مقامات مین مرۃ بعد مرۃ
فعل مین مراد ہے اور نؤتھا اجرھا
مرتین اور یؤتون اجرھم مرتین
سے ذات اجر مراد ہے یعنی دوچند ثواب ملیگا
جیسے ایک یہ حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم کے عہد مبارک
مین چاند دو ٹکڑے ہو گیا دیکھو اس حدیث مین مرتین
وارد ہے مگر اسکے معنی یہ نہین ہو سکتے کہ یہ واقعہ
دوبار وقوع پذیر ہوا تھا ہان جو شخص ناواقف ہے
وہ ایسا ترجمہ کر سکتا ہے مگر اسکا اعتبار ہی کیا ہے
الجملہ ایسے مرتین کا ایکوقت مین جمع ہونا ممکن ہے
مگر جو مرتان یا مرات فعل مین سے ہون انکا ایکبارگی
جمع ہونا محال ہے جیسے ایک متکلم کا ایک آن مین دو حرف
ادا کرنا محال ہے کما لا یخفی۔

اور کشاف۔ مدارک فخر الاسلام اور تفسیرات احمدیہ مین ہے کہ طلاق شرعی یکے

التطلیق الشرعی تطلیقۃ بعد تطلیقۃ
علی التفریق دون الارسال ولم یرد

بعد دیگرے ہے جو دفعتاً نہ ہو اور مرتین
سے دو طلاق مراد نہین ہے بلکہ دو بار طلاق

لازم ہوگا حالانکہ لعان مین تراخی شہادات اربعہ بالاتفاق غیر معتبر وغیر ضروری ہے
قلتُ فاضل بہاری کا یہ خدشہ الغیاث ص۱۴ مین باختلاف یسیر منقول ہے
اور اسکا جواب المغاث ص۸۳ مین نہایت بسط کے ساتھ دیا جا چکا ہے اگر فاضل
بہاری رسالۂ المغاث دیکھ لیے ہوتے تو اس خدشہ کو نہ پیش کرتے بلکہ الاحقاف
ہی نہ لکھتے تعجب ہے کہ رسالۂ المغاث ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۷ہجری مین طبع
ہوکر شائع ہوا اور فاضل بہاری نے تین ماہ تک اُسے نہ دیکھا یا میرے ایک
دوست کا یہ کہنا ٹھیک ہو کہ رسالہ مذکورہ فاضل بہاری کے نظر سے گذرا
ضرور۔ لیکن لاجواب پاکر وہی مدفوع اور فضول باتین لکھکر مصنفین کی فہرست
مین شامل ہوگئے واللہ اعلم۔

برادر معظم! لفظ مرتین تراخی ومہلت بین الطلاقین پر بدرجہ اتم دال ہے

ولا نقل لعرب فی نعتها وقوع
المرتین الا متعاقبتین وان المرتین
والمرات یراد بها الافعال تارة و
الاعیان تارة واکثر ما یستعمل فی الافعال
واما الاعیان فکقوله فی الحدیث
انشق القمر علی عهد رسول الله صلعم
مرتین ای شقین وفلقتین وما خفی
هذا علی من لم یحط به علما زعم
ان الانشقاق وقع مرة بعد مرة

لغات عربیہ مین لفظ مرتین اسی چیز کے
واسطے مستعمل ہے جسکا وجود مرۃً بعد مرۃ
کرکے پایا جاوے جمع اور ارسال کی
صورت پر اطلاق مرتین کا نہین ہوگا
مخفی نہ رہے کہ مرتان سے کبھی افعال
مراد ہوتے ہین اور کبھی ذات۔ مگر
زیادہ تر استعمال افعال مین ہوتا ہے
ذات مین بہت کم جیسے سنعذبہم
مرتین اور انہم یفتنون فی کل

579

فراق ہی مقصود اعظم ہے بخلاف طلاق کے کہ اسمین بھی افتراق گو نہ مراد لیا جاتا ہے
مگر ایقاع طلاق کے بعد ندامت بھی ضرور ہوتی ہے اور یہی نکتہ ہے طلاقون
مین تراخی اور مہلت کے ضروری ہونیکا۔

بنابرین وجوہ ثلاثہ فاضل بہاری کا یہ قیاس مع وضوح الفارق ہے۔ جی تو چاہتا
تھا کہ اس جگہ ناظرین کی دلچسپی کیلئے ایک چلتے شاعر کا شعر لکھدون مگر محض پاس
ادب کرکے فاضل بہاری سے یہ التماس کرتا ہون کہ اعتراض ذیل کا جواب باصواب
آپ کیا دینگے۔

اعتراض جب آپ لفظ مرتان سے طلاق مین تراخی اور مہلت ضروری نہین
مانتے ہین اور لعان کو اسکے مقابلہ مین پیش کرتے ہین تو یہ بتائیے کہ آپ کے نزدیک
تو اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو انت طالق ثلاثا کہے تو طلاق مغلظہ ہو جاتی ہے
کیا ملاعن اشہد باللہ اربعا انی لصادق کہے تو آپ چارمن گواہیان
شمار فرما لیجئے گا؟

اگر اثباتاً جواب دیجیگا تو تخالف الاجماع لازم آتا ہے اور نفیاً جواب دیجئے گا تو آپکا
پیش کردہ خدشہ آپ ہی کے جواب سے باطل ہو جائیگا فتامل تدبر۔

قال صہ علاوہ اسکے طلاق کنایہ عندالشرع معتبر ہے۔

قلت نمعلوم کہ فاضل بہاری نے اس موقعہ مین طلاق کنائی کو جو خارج از
بحث ہے کیون ذکر کیا ہے۔ خاکسار کا خیال ہے کہ فاضل بہاری نے یہان بھی
صاحب لغیات کی تقلید کی ہے اور صاحب الغیاث کی عبارت کی الغات صہ
مین تردید ہو چکی ہے تاہم مناسب مقام التماس ہے کہ انت طالق ثلاثا کو کسی فقیہ

المرتين بالتثنية ويؤيده انه قال الطلاق مرتان ولم يقل الطلاق اثنتان وهو امر بصورة الخبر (تفسیرات احمدیہ)	دینا مراد ہے اور الطلاق مرتان اسکا موید ہے کیونکہ الطلاق اثنان نہین کہا گیا اور یہ حکم خبر کے طور پر ہے۔

اور قاضی ثناء اللہ رح تفسیر مظہری مین فرماتے ہین کہ بجائے ثنتان کے مرتان کہنا

وفيما قال مرتان دون ثنتان دلالة على كراهة الطلقتين دفعة فان كلمة مرتان قدل بالعبارة على التفرق وبالاشارة على العدد واللام للجنس فكان القياس ان لا يكون الطلقتين المجتمعتين معتبرة شرعا واذا لم يكن الطلقتين معتبرة لم يكن الثلاث معتبرة بالطريق الاولى (تفسیر مظہری)	اس بات پر دال ہے کہ دفعتا دو طلاق دینا مکروہ ہے کیونکہ مرتین کا لفظ کہرتا ہے کہ تفریق ہو اور اشارہ ہے عدد کیطرف اور لام جنسی ہے۔ پس قرین قیاس ہے کہ مجموعی دو طلاقین معتبر نہ ہون اور جب دو طلاقین معتبر نہین تو تین طلاق بطریق اولی معتبر نہ ہونگی۔ پس جب ثابت ہوگیا کہ لفظ مرتین تراخی

اور مہلت پر دال ہے تو پھر طلاق ثلاثہ مین تراخی اور مہلت کو ضروری نہ ماننا دعوے بلا دلیل وانکار بلا تاویل ہے فتدبر۔

اور فاضل بہاری کا مسئلہ لعان کو ذکر کرنا حیرت انگیز اور تعجب خیز ہے۔ کیا انکو معلوم نہین ہے کہ آیت طلاق مین الطلاق مرتان موجود ہے اور آیت لعان مین فشهادة احدهم اربع شهادات بالله کے ساتھ اربع مرات کا ذکر نہین ہے، اور کیا انکو معلوم نہین ہے کہ آیت طلاق مین الفاظ طلاق وہی کے مذکور نہین ہین اور آیت لعان مین الفاظ شہادات اربعہ کے مذکور ہین۔ علاوہ برین لعان مین

عویمر عجلانی رضہ کی حدیث ہے جس سے فاضل بہاری نے استدلال کیا ہے
لیکن فاضل بہاری نے جو یہ لکھا ہے کہ "حضرت عویمر نے تین طلاق جلسۂ واحدہ
مین بغرض تفریق و بینونت کے دی تھی جس پر آنحضرت صلعم کا سکوت فرمانا ثبوت
مدعا پر برہان قاطع ہے" اسکا جواب بچند وجوہ ہے۔

اولاً یہ غیر مسلم ہے کہ عویمر رضہ نے یہ سمجھکر تین طلاق دیا تھا کہ بینونت ہو جائے بلکہ
انکی یہ غرض تھی کہ اگر لعان سے جدا نہ ہوئی تو ہم طلاق سے جدا کر دیتے ہین اور
جلدی مین ایک دو تین طلاق بول گئے۔ ورنہ جدائی یا بینونت کیواسطے تین طلاق
دینا کیا ضرور تھا۔

ثانیاً ہم اگر مان لین کہ عویمر رضہ نے تین طلاق تغلیظ ہی کے غرض سے دیا تھا تو کیا
بعید ہے کہ انہون نے بھی آپ ہی لوگونکی طرح الطلاق مرتان کو عام سمجھا ہو اور
دفعتاً تین طلاق دیا ہو۔ پس یہ مجرد فہم عویمر رضہ کا تھا اور فہم کسیکا بمقابلہ حکم نبوی صلعم
کے حجت ہونا تو کجا مردود اور غیر مقبول ہو جاتا ہے اور حکم نبوی صلعم متعلق طلاق عبد اللہ
وابن عمر رضہ کے معلوم ہو چکا کہ طلاق طہر مین یکے بعد دیگرے دینا چاہئے۔ ورنہ ایک
طلاق واقع ہو گی۔

ثالثاً یہ کب معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر رضہ کی غرض تغلیظ
پر سکوت فرمایا تھا۔ یہ ہو سکتا تھا کہ آنحضرت صلعم نے ایقاع ثلاث دفعتاً پر سکوت
فرمایا ہو اور تب ہی مطابقۃ باب کی ہو سکتی ہے لیکن حقیقۃ یہ ہے کہ یہ تاویل
بھی صحیح نہین ہے۔ بلکہ آنحضرت صلعم نے اس لحاظ سے سکوت فرمایا کہ ما نحن فیہ کو
طلاق سے کیا علاقہ۔ عویمر رضہ نے لعان کیا ہے اس پر لعان کا حکم نافذ کر دیا جائے۔

اور مجتہد نے متقدمین یا آپلوگونسے پہلے متاخرین مین سے طلاق کنایہ مین شمار نہین
کیا ہے اور بفرض باطل اگر کسی نے شمار کیا ہے تو اسکی غلطی ہے کیونکہ جس فقرہ
مین انت طالق کے بعد ثلاثا کی تصریح ہوا سکو کنائی طلاق کہنا مہمل ہے فقط ہر
قال صـ۹ـ۶ اور امام بخاری نے اس حدیث کو باب وقوع طلاق ثلاثہ مین لاکر
اسکے مغلظہ ہونے پر استدلال کیا ہے۔ وجہ استدلال یہ ہے کہ حضرت عویمر
عجلانی نے جلسۂ واحدہ مین یہ تین طلاق مغلظہ بغرض تفریق وبینونت کے دی تھی
جس پر آنحضرت کا سکوت فرمانا ثبوت مدعا پر برہان قاطع ہے۔

قلت فاضل بہاری کا یہ قول بھی الغیاث صـ۸۱ـ سے ماخوذ ہے جسکا جواب
رسالۃ المغاث صـ۹ـ مین غایت بسط کے ساتھ موجود ہے۔ لیکن خاکسار قدرے
تغیر کے ساتھ مناسب مقام ملتمس ہے کہ اس قول مین فاضل بہاری سے بڑی
غلطی یہ ہوئی ہے کہ انہون نے صحیح بخاری مین باب وقوع طلاق ثلاثا کا
حوالہ دیا ہے حالانکہ آج تمام اسلامی دنیا مین صحیح بخاری باختلاف نسخ موجود ہے
لیکن کسی مین اس باب کا نام ونشان تک نہین ہے۔ ہان البتہ صحیح بخاری مین یہ مضمون
| باب من اجاز طلاق الثلاث | ہے طلاق ثلاثہ کے جائز ہونیکا بیان
اب کسی نسخہ مین اجاز ہے اور کسی مین جوز ہے اس سے صاف معلوم
ہوتا ہے کہ نفس ایقاع طلاق ثلاثہ دفعتًا مین اختلاف ہے حنفیہ کہتے ہین
دفعتًا تین طلاق دینا جائز ہے اور شافعیہ کہتے ہین کہ مباح ہے کما ھو
مصرح فی اسفار القوم۔

الجملہ امام بخاری نے شافعیہ کی تائید مین تین حدیثین ذکر کی ہین انمین حضرت

وہی دلیل (سکوت) طلاق ثلاث دفعۃ کی نفی الایقاع کی ہے والا فیلزم ترجیح بلا مرجح
عاشراً اگر یہ سکوت نبوی وقوع طلاق ثلاثہ کا فایدہ دیتا ہے تو ساتھ ہی ساتھ
ایقاع طلاق ثلاثہ دفعتًا کا بھی فتوی دیتا ہے کیونکہ آنحضرت صلعم ساکت ہے
وھذا غیر مسلم بینی وبینکم...... ان وجوہات عشرۂ کاملہ کے بنا پر
سکوت نبوی صلعم سے فاضل بہاری با انکے ہم خیالون کا استدلال غلط
اور غیر صحیح ٹھہرا۔

تنبیہ۔ قاضی ثناء اللہ صاحب تفسیر مظہری کا یہ کہنا تعجب خیز ہے کہ
"ایقاع ثلاثہ دفعتًا پر حضرت عویمر کی حدیث مین سکوت کا کوئی اعتبار نہین
ہے کیونکہ دوسرے قصہ مین آنحضرت صلعم کی خفگی مذکور ہے اور نیز محتمل ہے
کہ آنحضرت صلعم نے انکار فرمایا ہو اور اسکو راوی نے ذکر نہ کیا ہو۔ یا آپنے
اسلئے انکار نہ کیا ہو کہ اب لعان کے بعد وہ عورت طلاق کا محل باقی نہین ہی"
جنابمن! اسیطرح عویمرؓ کی حدیث مین وقوع ثلاثہ دفعتًا کے متعلق سکوت
کا کوئی اعتبار نہین ہے کیونکہ ابو رکانہ اور خود رکانہ کے قصہ مین طلاق ثلاثہ
دفعتًا کے واحد رجعی ہونیکا نبوی فتوی مذکور ہے اور نیز آنحضرتؐ نے وقوع
ثلاثہ کا انکار فرمایا ہو اور اسکو راوی نے ذکر نہ کیا ہو۔ یا آپنے اس لئے انکا
نہ فرمایا ہو کہ اب تلاعن کے بعد وہ عورت محل طلاق باقی نہین ہی۔ ۔

قال ص ۳۱ ظاہر اس حدیث سے یہی ہے کہ تینون طلاق اجتماعًا تعین۔
قلت فاضل بہاری کا یہ قول محض جانبداری ہے۔ بھلا یہ تو بتایئے

ان رجلا طلق امراتہ ثلاثا	کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیا۔

رابعًا غیر بعید ہے کہ آنحضرت صلعم نے طلاق ثلاثہ بیکدفعہ کے ایقاع پر بوجہ کثرت غضب کے خاموشی فرمائی ہوئی ہو۔

خامسًا کیا ایقاع ثلاث دفعتًا کے روکنے یا اسکی ممانعت کیواسطے آنحضرت کا یہ فرمانا کافی نہین ہے کہ "بس اب تمھین کوئی استحقاق نہین ہے"

سادسًا کسی محدث یا فقیہ نے عویمر کی زوجہ کو مطلقہ مغلظہ مین شمار نہین کیا ہے پس وقوع طلاق ثلاثہ دفعتًا کا اس حدیث سے استدلال کرنا مہمل اور غلط ٹھہرا۔

سابعًا اگر یہ سکوت بزعم آپکے مفید وقوع کا ہے تو لازم آتا ہے کہ لعان کے بعد طلاق ثلاثہ بیکدفعہ دینا مسنون ہو اور صرف ایک طلاق دینا بدعت اور ناجائز۔ بحالیکہ یہ کسی مسلمان کا مذہب نہین ہے۔

ثامنًا اگر اسطرح کا سکوت مفید حکم ہے تو محمود بن لبید کی حدثین جو یہ مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیکدفعہ تین طلاق دینیوالے پر سخت غصہ ہوے اس پر ایک شخص نے کہا کہ یا حضرت اجازت ہو تو اسکو مارڈالون۔ اس پر آپ خاموش رہ گئے پس کیا طلاق ثلاثہ بیکدفعہ واقع کرنیوالیکو مارڈالنا سنت تقریری سے ثابت ہوجاوے گا؟

تاسعًا اس قسم کی طلاق کو فقہائے حنفیہ نے بالاتفاق بدعی کہا ہے۔ پس فاضل بہاری کا اس حدیث سے وقوع طلاق ثلاثہ دفعتًا کی مسنونیت پر استدلال کرنا مذہب حنفی کے خلاف ہے۔

اگر کوئی کہے کہ حنفی مذہب مین گو ایقاع ثلاث دفعتًا بدعی ہے مگر سنی الوقوع ہے تو اسکا جواب یہ ہے کہ جس دلیل (سکوت) سے طلاق ثلاثہ دفعتًا کو سنی الوقوع کہا جاتا ہے،

نصب الرایہ مین لکھا ہے کہ سنن ابی داود کی اسناد حدیث مین عبد اللہ

فی اسناد ھذا الحدیث عبد اللہ بن علی بن السائب عن نافع بن عجیر والزبیر بن سعید عن عبد اللہ بن علی بن رکانة عن ابیہ عن جدہ وکلھم ضعفاء وقال البخاری علی بن یزید بن رکانة عن ابیہ لم یصح عن جدہ انتہی (نصب الرایہ نقلاً عن عبد الحق)	بن علی ہے جو نافع بن عجیر سے راوی ہے اور زبیر بن سعید ہے جو عبد اللہ ابن علی بن یزید سے روایت کرتا ہے اور یہ سب کے سب ضعیف ہین اور بخاری نے کہا ہے کہ علی بن یزید بن رکانہ جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے اسکی حدیث صحیح نہین ہے اور تہذیب التہذیب مین بذیل ترجمہ

زبیر بن سعید لکھا ہے عجلی نے کہا کہ اس نے طلاق مین ایک حدیث منکر روایت کی ہے

واما قول ابی داود حدیث نافع بن عجیر اصح فقال المنذری فیما قالہ نظر فقد تقدم عن الامام احمد بن حنبل ان طرقہ ضعیفة وضعفہ ایضا البخاری وقد وقع الاضطراب فی سندہ وفی متنہ (تعلیق المغنی حاشیہ سنن دارقطنی)	اور شیخ علامہ تعلیق مغنی مین فرماتے ہین کہ ابو داؤد نے جو نافع بن عجیر کی حدیث کو صحیح کہا ہے اسپر امام منذری نے یہ اعتراض وارد کیا ہے کہ امام احمد سے منقول ہوچکا ہے کہ اس حدیث کے طرق ضعیف ہین اور نیز بخاری نے اسکی تضعیف کی ہے اور فی الواقع اس حدیث کو سند اور متن مین اضطراب ہے

اور علامہ ابن القیم زاد المعاد مین فرماتے ہین کہ امام بخاری نے کہا ہے کہ اس حدیث

انہ مضطرب فیہ فتارة یقول طلقھا ثلاثا وتارة یقول طلقھا واحدة وتارة یقول	مین اضطراب ہے کہین طلقھا ثلاثا ہے اور کہین واحدة اور کہین البتة ہے

جسطرح اجتماعی تین طلاقون پر ظاہرًا دلالت کرتا ہے ویسیہی جبسات متفرقہ پر ظاہرًا دال نہین ہے با ضرور ہے ...... پس اس عموم مفہوم کے رہتے ہوئے اپنا ما فی الضمیر حصر کے ساتھ مراد لینا بعید از انصاف اور سراسر اعتساف ہے۔

هذا ما لا ننازعكم فيه ولكن اين فى الحديث انه طلق الثلث بفم واحد (زاد المعاد صفحہ ۲۲۰)

علامہ ابن قیم نے کیا خوب لکھا ہے کہ یہ حدیث محل نزاع مین مسلّم ہے مگر اسمین یہ کہان ہے کہ مطلق نے بفم واحد تین طلاق دیا تھا۔ فلا ریب فی ان حدیث عائشۃ رضی الذی استدل بہ الفاضل البہاری لا یتعلق بما نحن فیہ من امر الطلاق۔

قال صفحہ ۹ سطر ۲ اس حدیث کے بعض روایتوںمین طلاق البتۃ کی جگہ ثلاثا کی قید مروی ہے اسمین کسی قسم کا اضطراب نہین ہے کیونکہ دونون لفظ متحد المعنی اور متحد الاستعمال ہین۔

قلت فاضل بہاری سے تعجب بالائے تعجب ہے کہ وہ اپنے اس قول کو دفع دخل مقدر بناتے ہین۔ مگر حقیقۃ الامر یہ ہے کہ دخل حقیقی یا اعتراض اصلی کا یہ جواب اہل علم کے نزدیک مہمل ہے خاکسار حضرات ناظرین منصفین کی تشفی خاطر کیواسطے اصل حقیقت ظاہر کرکے داد حق چاہتا ہے ......

اسوقت جتنی کتابین ہمارے نظر سے گذری ہین ان ہین کی اکثر کتابین گویا بزبان حال گویا ہین کہ اس حدیث رکانہ پر جو بلفظ البتہ مروی ہے ائمہ اکابر تضعیف و اضطراب کا الزام دیتے ہین چنانچہ زیلعی نے

وہ تو لکھتے ہین کہ نافع کا صحابی ہونا ہی صحیح ہے۔ بہرکیف اسکا جواب بخوبی تمام خاکسار نے زبدۃ الابحاث فی جواب عمدۃ الابحاث مین دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ نافع بن اجیر سے جہالت رفع نہ ہوئی ہے اور نہ ہو سکتی ہے

رکانہ کی مضطرب حدیث کا تو حال ظاہر ہوگیا اب صحیح حدیث ملاحظہ فرمائیے

حدثنا عبد اللہ قال حدثنی ابی ثنا سعد ابن ابراہیم ثنا ابی عن محمد بن اسحق حدثنی داود بن الحصین عن عکرمۃ مولی ابن عباس عن ابن عباس قال طلق رکانۃ ابن عبد یزید اخو بنی مطلب امراتہ ثلاثا فی مجلس واحد فحزن علیہا حزنا شدیدا فسالہ رسول اللہ صلعم کیف طلقتہا قال طلقتہا ثلاثا قال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلک واحدۃ فارجعہا ان شئت قال فرجعہا فکان ابن عباس یری انما الطلاق عند کل طہر	سند امام احمد مین ہے۔ ابن عباس کہتے ہین کہ رکانہ بن عبد یزید نے (جو بنی مطلب کے بھائی تھے) اپنی زوجہ کو جلسۂ واحدہ مین تین طلاق دیا اور سخت اندوہگین ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے ان سے دریافت کیا کہ تم نے اپنی زوجہ کو کسطرح طلاق دیا ہے۔ انہون نے کہا کہ مین نے تین طلاق دی ہے، آپنے فرمایا ایک جلسہ مین ؟ انہون نے عرض کیا ہان آپنے فرمایا کہ وہ ایک طلاق ہے تمہارا جی چاہے تو رجوع کرلو۔ آخر رکانہ نے رجوع کرلیا۔ ابن عباس فتوی دینے لگے کہ طلاق طہراً بعد طہر دینا چاہیئے۔

اسکے متعلق حافظ ابن حجر فتح الباری مین فرماتے ہین کہ اس حدیث کو امام احمد

اخرجہ احمد وابو یعلی وصححہ من	اور ابو یعلی نے بطریق محمد بن اسحق

طلقها البتۃ۔	حضرات ایسا اعتراض ہے۔

آپ انصاف فرماوین کہ فاضل بہاری نے جو جواب دیا ہے وہ جواب ہے
یا جواب ہے صاف جواب ہے۔ فاضل بہاری کو چاہئے کہ امام بخاری رح کے
اس اعتراض کا جواب دین۔ صاحب الغیاث ص۲۳ کی تقلید کر کے خود ساختہ
اعتراض کا ساختہ پرداختہ جواب دینا لائق نفرین ہے۔
انتباہ صاحب الغیاث نے جو فاطمہ بنت قیس کی حدیث مرویہ امام مسلم
کی لفظ البتۃ سے اس امر کا استدلال کیا ہے کہ ثلاثا کا استعمال البتۃ
مین ہوتا ہے۔ یہ غلط ہے۔ روایت صحیح مسلم مین راوی نے البتۃ بمعنی مبتوتہ
ومقطوعہ کے ذکر کیا ہے۔
اور صاحب الغیاث نے جو صفحہ ۳۱ مین فاطمہ بنت قیس کی حدیث سے استدلال
کیا ہے اسکا جواب خود علامہ محمود عینی نے یہ دیا ہے کہ صحیح مسلم کی دوسری
حدیث مین مذکور ہے کہ ابو عمرو نے تیسری طلاق یمن سے کہلا بھیجی تھی۔ اگر
صاحب الغیاث کی نظر اسرف سے علامہ عینی کا یہ جواب گذرجاتا تو اولاً اس
حدیث فاطمہ کو معرض استدلال مین نہ لاتے ثانیاً صفحہ ۳۲ والے اعتراض
اور جواب لکھنے کی جرأت نکرتے۔ اصل مسئلہ کی تحقیق جسکو منظور ہو المغاث
صفحہ ۱۳۱ لاہل الغیاث کو دیکھ لیوے۔
نافع بن عجیر کی صحابیت اور رفع جہالت پر اولاً صاحب الغیاث ص۲۳
اور ثانیاً صاحب عمدۃ الابحاث ص۹۴ نے بیحد زور مارا ہے اور نقل عبارت مین دو نون نے
ناقابل معافی غلطی اور زبردستی سے کام لیا ہے اور جہلی صاحب کے تو کیا کہنے ہین

مستورالحال ہونیکے علاوہ نافع بن عجیر سے روایت کرتا ہے میزان الاعتدال

قال العقیلی اسنادہ مضطرب ولا یتابع علی حدیثہ وساق حدیث جریر بن حازم عن الزبیر بن سعید المطلبی عن عبداللہ عن ابیہ عن جدہ انہ طلق امراتہ البتۃ والشافعی عن عمہ عن عبداللہ بن علی بن السائب عن نافع بن عجیر بن رکانۃ بن عبد یزید طلق امراتہ البتۃ ۵	مین ہے عقیلی نے کہا اس حدیث کی اسناد مین اضطراب ہے اور عبداللہ بن علی بن یزید کی حدیث کی متابعت نہین کیجاتی ہے اسکے بعد عقیلی نے جریر بن حازم عن زبیر عن عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ عن ابیہ عن جدہ والی حدیث کہ رکانہ نے طلاق البتۃ دی تھی اور شافعی عن عمہ عن عبداللہ بن علی بن سائب عن نافع بن عجیر والی حدیث کہ رکانہ بن عبد یزید نے طلاق البتہ

دی تھی۔ ذکر کی ہے .... اس سے بالتصریح معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ بن علی بن سائب کی روایت بھی مضطرب اور غیر متابع ہے۔

اور اگر امام شافعیؒ کی توثیق انکی حق مین تسلیم کرلیجائے تو نافع بن عجیر کی رفع جہالت کئے بغیر قائلین کو کامیابی مشکل ہے

الحمدللہ کہ صاحب الغیاث کی تحریر کا جواب ضمنی طور پر اس خاکسار سے ایسا ہوا کہ شاید و باید۔

قال صفا ۔ جمہور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے فتاوے کثرت سے کتب حدیث مین منقول ہین جنسے طلاق ثلاثہ فی جلسہ واحدہ کا مغلظہ ہونا ثابت ہوتا ہے۔

طریق محمد بن اسحق وهذا الحدیث نص فی المسئلة لا یقبل التاویل الذی فی غیرہ من الروایات ۵

روایت کیا ہے اور اسکی تصحیح کیا ہے اور یہ حدیث ما نحن فیہ مین نص ہے اسمین ان تاویلونکی گنجائش نہین جوا ور روایتون مین ہوتی ہین۔

اور علامہ ابن القیم فرماتے ہین کہ امام احمد نے اس حدیث کے اسناد اور

وقد صحح الامام ھذا الاسناد وصححہ وثبت حدیث الثلاث وبین انہ الصواب (اعلام)

متن کی تصحیح کیا ہے اور ثلاث والی حدیثکو ثابت مانا ہے اور توضیح کی ہے کے یہی صحیح ہے۔

فثبت مما ذکرنا ان حدیث رکانة بلفظ البتة لا یصح واما ما رویناہ من طریق داؤد ابن الحصین عن عکرمة عن ابن عباس ان رکانة طلق امراتہ ثلاثا فھو صحیح من حیث السند والمتن فالحمد للہ علی ذلک۔

انتباہ صاحب الغیاثات نے صفحہ ۲۳ سنہ ۹ مین لکھا ہے کہ " اس حدیث رکانہ کو ابوداؤد نے جو بطریق شافعی روایت کیا ہے اس مین زبیر بن سعید الہاشمی نہین ہین جن پر کہ شوکانی نے ضعیف ہونیکا اعتراض کیا ہے" اسکا جواب گو المغاث کے دیکھنے والون پر مخفی نہین ہوگا مگر چونکہ صاحب المغاث نے اس قول کو درج کرکے جواب نہین دیا ہے بناءً علیہ مناسب مقام التماس ہے کہ اس سند مین زبیر بن سعید ہاشمی نہین ہین تو بھی چھٹکارا نہین ہے بطریق شافعی والی حدیث کی سند مین عبداللہ بن علی بن السائب ہے، جو خود

جواب سالۂ المغاث مین نہایت لبسط کے ساتھ موجود ہے لیکن اس مقام پر بطور اختصار خاکسار کیطرف سے تو یہ جواب ہے کہ جس عبارت کے سمجھنے مین صاحب الغیاث اور فاضل بہاری کے قدم راہ حق سے ڈگے ہین وہ عبارت یہ

وقد حکی ابن وضاح وابن مغیث عن علی وابن مسعود والزبیر وابن عباس الالزام بالثلاث لمن اوقعها جملة وصح عن ابن عباس انه جعلها واحدة ولم نقف علی نقل صحیح عن غیرہ من الصحابة بذلک

(اغاثۃ اللهفان)

موجود ہے اور اسکا ترجمہ پیش نظر ہو ابن وضاح اور ابن مغیث نے علی و ابن مسعود۔ وزبیر وابن عباسؓ سے الزام بالثلاث دفعتًا کی حکایت نقل کی ہے بحالیکہ ابن عباس سے بسند صحیح مروی ہے کہ وہ طلاق ثلاثہ دفعتًا کو واحد رجعی کہتے تھے اور ابن عباس کے سوا بقیہ صحابہ سے الزام بالثلاث دفعتًا کے متعلق ہمکو کوئی نقل صحیح نہین ملی۔ صاحب الاحقاق نے الغیاث کی تقلید کرکے دھوکہ کھایا اب غور کرنے سے انکو میری صداقت کا یقین ہوگا۔

قال ص ایضًا ۱۲ الحاصل جمہور صحابۂ کرام وتابعین وتبع تابعین و ائمہ مجتہدین اور ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ اور امام شافعی و امام احمد بن حنبل و امام مالک و امام بخاری وغیرہم اہل سنت والجماعت کل اہل تحقیق کا یہی مذہب ہے کہ تین طلاق ایک ہی جلسہ مین طلاق مغلظہ ہے۔

قلت فاضل بہاری کے اس قول کا جواب کچھ تو اوپر گذر چکا ہے اب

قلت یہ قول فاضل بہاری کا بلا دلیل ہے۔ ہان یہ بات صحیح ہے کہ حضرات صحابہ و من بعدہم مین من لدن خلافت فاروقی اس مسئلہ مین اختلاف چلا آتا ہے لیکن مخفی نہ رہے کہ یہ اختلاف محض بوجہ سیاستہ و تعزیر حضرت عمر رض کے نمودار ہوا اور واضح رہے کہ تعزیر کوئی شریعی حکم نہین ہے۔ مگر شریعت کیجانب سے حاکم اسلام اسکا مجاز ہے کہ موقعہ دیکھکر کسی خرابی اور فساد کے انسداد کیواسطے منجانب خود کوئی حکم جاری کرے اچھا اب یہ سنئے کہ حضرت عمر رض نے یہ تعزیزی حکم کیون نافذ فرمایا۔ حضرت عمر رض نے جب لوگونکی خلاف ورزی دیکھی اور دیکھا کہ دفعتًا تین طلاقین کثرت سے دیجانے لگین تو آپنے یہ حکم نافذ فرمایا کہ یاد رکھو دفعتہً تین طلاق دینے والون پر انکی بیویان حرام ہوجاوینگی۔ اسی وقت لوگونکے دو فرقہ ہو گئے ایک فرقہ حدیث نبوی کے مطابق واحد رجعی کا فتویٰ دیتا اور دوسرا فرقہ تمبابعت حضرت فاروق اعظم رض وقوع ثلاثہ کا قائل رہا اور اہل نظر سے مخفی نہین ہے کہ حضرات صحابہ حضرت علی زبیر۔ ابن مسعود۔ ابن عوف اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے دونون قسم کی روایتین موجود ہین کما ذکرہ ابن القیم فی الاغاثۃ والاعلاء رحمہ اللہ تعالےٰ۔

> وقد حکی ابن وضاح عن الزبیر و ابن عوف و علی و ابن مسعود و ابن عباس روایتان

قال صاحب الغیاث حافظ ابن قیم کو بھی اقرار ہے کہ بجز حضرت ابن عباس کے کسی صحابی کا فتوے اسکے خلاف مین نہین ہے۔

قلت فاضل بہاری کا یہ قول بھی الغیاث سے ماخوذ ہے جسکا باصواب

کہ طلاق ثلاثہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ایک ہوتی تھی اور اسی طرح عہد صدیقی اور اوائل عہد فاروقی مین۔ پھر حضرت عمرؓ نے امضا ثلاث فرمادیا۔

انتباہ مولانا عبدالحی مرحوم سے اس مقام مین مسامحہ ہوا ہے کہ انہون نے علامہ محمود عینیؒ کی تقلید کر کے حدیث ابن عباس کان الطلاق الحدیث کے متعلق لکھدیا کہ یہ حدیث صحیحین مین ہے۔ بحالیکہ امام بخاری نے اس حدیث کا ایک ٹکڑا بھی صحیح مین ذکر نہین کیا ہے۔ چنانچہ قائلین بوقوع الثلاث کہتے ہین کہ بیہقی نے کہا ہے کہ یہ روایت ان روایتون مین سے ہے جسکو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے اور امام بخاریؒ نے نہین روایت کیا ہے۔ علاوہ برین جمیع محدثین وناقلین حدیث اس حدیث کو صحیح مسلمؒ کی طرف منسوب کرتے ہین۔ اور کوئی بھی اس روایتہ کو صحیح بخاریؒ کیطرف منسوب نہین کرتا۔

اخرجہ مسلم وترکہ البخاری (زاد المعاد) ص۲۱۵

امام طحاوی ابوجعفر نے تہذیب الآثار مین لکھا ہے۔ زوجہ کو تین طلاق

باب الرجل طلق امراتہ ثلاثاً معاً وذکر حدیث ابی الصہباء ثم قال فذھب قوم الی ان الرجل اذا طلق امراتہ ثلاثا فقد وقعت علیھا واحدۃ اذا کانت فی وقت سنۃ و

دفعتًا دینے کا بیان۔ پھر ابوالصہباء والی روایت ذکر کر کے کہا ہے ایک قوم اسطرف گئی ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو دفعتًا سنت (طہر) کے وقت مین تین طلاق دیدیوے تو ایک طلاق پڑتی ہے اور اسی حدیث

اسکا اتمام اس مقام مین کیا جاتا ہے امام اعظم ابوحنیفہ رح سے اس مسئلہ مانحن فیہا مین دو قول ہین ایک روایت بروایت ابن مقاتل رح یہ بھی منقول ہے کہ طلاق ثلاثہ دفعۃً ایک ہوتی ہے اور نیز امام مالک رح اور بعض اصحاب امام احمد رح سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی منقول ہے۔ فاضل بہاری کے استاد علامہ مولانا عبدالحی مرحوم عمدۃ الرعایہ مین فرماتے ہین دوسرا قول یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ (دفعتًا) واحد رجعی ہوتی ہے اور یہ بعض صحابہ سے منقول ہے اور داؤد ظاہری وغیرہ ظاہریہ کا بھی یہی قول ہے اور امام مالک رح اور بعض صحاب امام احمد رح سے بھی ایک روایت اسی مضمونکی ہے اور اس مذہب کو ابن تیمیہ نے اپنی تصانیف مین اور انکے تلمیذ ابن قیم زادالمعاد و اغاثہ وغیرہما مین اور انکے متبعین نے مدلل کیا ہے اور اس مسئلہ کو خوب بسط کے ساتھ لکھا ہے اور انکی دلیل وہی حدیث ہے جو صحیح مسلم اور صحیح بخاری وغیرہما مین ہے

القول الثانی انه اذا طلق ثلاثا تقع واحدة رجعية وهذا هو المنقول عن بعض الصحابة وبه قال داود الظاهری واتباعه وهو احد القولين لمالك ولبعض اصحاب احمد وانتصر لهذا المذهب ابن تيمية الحنبلی فی تصانيفه وتلميذه فی كتابه زاد المعاد واغاثة اللهفان وغيرهما ومن تبعهما وبسطوا الكلام فيه وحجتهم فی ذلك ما ورد فی صحيح مسلم والبخاری وغيرهما ان الطلاق الثلاث كانت علی عهد رسول الله صلی الله عليه وسلم واحدة وكذا الخ (عمدة الرعاية)

مرحوم کے اس فتوے کا جواب نہایت ادب کے ساتھ لکھتا ہون ملاحظہ فرمایا جائے۔

نمبر ۱ جمہور صحابہ کو تغلیظ کا قائل بتانا محتاج دلیل ہے ولا عذر فی تسلیمہ بعد الثبوت۔

نمبر ۲ امام بخاریؒ کو بھی قائلین بالتغلیظ مین شمار کرنا محض غلط ہے کما مر

نمبر ۳ جب وقوع طلاق ثلاثہ دفعتًا خلاف شریعت نہین تو پھر ایقاع ثلاث دفعتًا خلاف طریقہ شرعیہ کیون ہونے لگا۔

نمبر ۴ ابن عباسؓ کے فتوی مین طلقت امرأتی مائۃ تطلیقۃ سے صاف ظاہر ہے کہ اسنے متفرق جلسہ ن مین یہ طلاقین دی تھین ورنہ عقل سلیم اسکو تسلیم نہین کرتی کہ اسنے اپنی زوجہ کو سو طلاقین اسطرح پر دی تھین کہ سو دانہ کی تسبیح لیکر بیٹھ گیا اور انت طالق کا وظیفہ پڑھنے لگا حتی کہ سو طلاق کی تعداد پوری کردی ہو۔ بلکہ اُسنے اپنی واقع کی ہوئی سب طلاقونکو شمار کیا تو سو کی تعداد مین پہونچگئین اسی بنا پر حضرت ابن عباسؓ نے تین ہی طلاق سے زوجہ کے حرام ہوجانیکا فتوی دیا۔ اور اسی بنائپر فرمایا کہ حرام کر دینے والی تو تین ہی طلاقین ہین تو نے جو طلقتك راجعتك بار بار کہا تو یہ تیرا مسخراپن تھا۔ اسکا تجکو گناہ ہوگا۔ فافہم

نمبر ۵ حضرت ابن مسعودرض کا فتوی بھی عموم کو شامل ہے۔ اس مطلق کی آٹھ طلاقین آوان متفرقہ مین واقع ہوئی ہونگی بنابرین ابن مسعودؓ نے فتوی تغلیظ کا دیا۔

جلسۂ واحدہ کا واحد رجعی ہونا جاری وساری تھا۔ کیا یہ حضرات صحابہ مذکورین نعوذ باللہ اہل بدعت اور من لا یلتفت الیہ تھے۔ اگر ایسے ایسے حضرات بھی بدعتی ہی ٹھہرے تو پھر اکابر اہل سُنت اور اولیا امت سے امان اُٹھ جائیگی

ثم القائلون بھذا القول اختلفوا علی قولین الاول وھو اختیار کثیر من علماء الدین انہ لو طلقھا اثنین او ثلاثا لا یقع الا واحدۃ وھو الاقیس (مختصرا عن التفسیر الکبیر صـ)

اللھم احفظنا عن ما یقولون۔ امام رازی فرماتے ہین کہ اس مسئلہ مین دو قول ہے پہلا (جو اکثر علماء دین کا مذہب ہے) یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو جملۃً تین طلاق دے یا دو تو ایک ہی طلاق پڑیگی اور یہی قول قرین قیاس ہے لیجئے جناب! آپلوگ بعض اہل بدعت اور بعض من لا یلتفت الیہ کہ رہے تھے ادھر دیکھئے! امام فخر الدین رازی نے تو اسی واحد رجعی کا قائل اکثر علماء دین کو لکھا ہے۔ فتامل ولا تک بد قال صـ۱۴ سطر۶ اور نیز مجموعۃ الفتاوی جلد دوم صـ۲۸۵ مین ارشاد فرماتے ہین جو شخص تین طلاق دیوے اور مقصود اسکے دونوں مرتبہ اخیرہ سے تاکید نہ ہو پس اس صورت مین بمذہب جمہور صحابہ وتابعین وائمہ اربعہ واکثر مجتہدین وبخاری وجمہور محدثین تین طلاق واقع ہو جائیگی البتہ بوجہ ارتکاب خلاف طریقہ شرعیہ کے گناہ لازم ہوگا۔ الخ۔

قلتُ گو فاضل بہاری کی یہ محولہ عبارت مجموعۃ الفتاوی جلد دوم صـ۲۸۵ مین خاکسار کو نہین ملی تاہم مناسب مقام نمبروار بطور اختصار مولانا عبد الحی

وجہ ضعف وجہالت رواۃ کے غیر معتبر ہے۔ اور نیز عبادہ رضؓ کے والد کا
جو طلاق دہندہ ہین) کسی روایت صحیحہ سے اسلام لانا ثابت نہین ہوتا۔
زاد المعاد ملاحظہ ہو۔

نمبر۹ اور طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کو ظاہر قرآن سے نکالنا اور یہ کہنا کہ
یہی قول ظاہر قرآن کا ہے بیجا ہے۔ کیونکہ ناظرین پر ظاہر ہو گیا ہو گا کہ ہر سہ
طلقات کو مرۃً بعد مرۃٍ اور حالت طہرین واقع کرنیکا حکم ہے۔ اطلاق یا عموم
آیت الطلاق مرتان درصورتیکہ موجود رہے آیت سورۂ طلاق
یاایہا النبی اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن کے باقی نہین رہتا
ہے اور یہ کچھ ہمارا خود ساختہ اجتہاد نہین ہے بلکہ صاحب وحی یعنی خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تعمیم کو آیت مذکورۂ سورۂ طلاق سے دور
فرمایا ہے۔ اور نیز موجودین زمانہ وحی یعنے صحابۂ کرام بھی یہی فرماتے ہین
کہ طلقات کو اطہار مین دینا چاہیے۔
طبری نے ابن مسعودؓ سے بسند صحیح
فطلقوھن کی تفسیر مین روایت
کیا ہے کہ طلاق دو طہر مین جسمین جماع
نہ کیا ہو اور اسکو ایک گروہ صحابہ
ومن بعدہم سے نقل کیا ہے۔

روی الطبری بسند صحیح عن
ابن مسعود فی قولہ فطلقوھن قال
فی الطہر من غیر جماع
واخرجہ من جمع من الصحابۃ
ومن بعدھم کذلک ۵
(فتح الباری ۱۵۵)

نمبر۶ ابن عباس اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کا فتوی غیر مدخولہ بہا عورت سے متعلق ہے اسکو ما نحن فیہ مین پیش کرنا زیادتی ہے - با این ہمہ اسکا جواب بچند وجوہ ہے اولا اس فتوی مین بھی علی الاطلاق تین طلاق مذکور ہے جلسۂ واحدہ کی قید نہین ہے ثانیا اس فتوی کا معارض ایک فتوی حضرت ابن عباسؓ کا سنن ابی داود مین مذکور ہے جسمین تصریح ہے کہ طلاق ثلاثہ بفم واحد واحدہ ہے ثالثا اس فتوی مین یہ مذکور ہے کہ مطلق کا بیان ہے انما کان طلاقی ایاها واحدة "مین نے تو وہی طلاق دی ہے جو ایک ہوتی ہے" جس سے عہد نبوی وعہد صدیقی واوائل عہد فاروقی مین طلاق ثلاثہ کے ایک معدود ہونیکا ثبوت ملتا ہے. مگر باوجود مطلق کی اطلاع دہی اور یاددہانی کے ابو ہریرہؓ وابن عباسؓ کا تغلیظی فتوی دیکر یہ فرمانا کہ "تو نے فضل اور بزرگی کو کھو دیا" اس امر کا مصرح ہے کہ یہ فتوی بربنا ر تعزیر کے تھا۔

انتباہ اس فتوی کے نقل مین مولانا عبد الحی مرحوم سے یہ مسامحہ ہوا ہے کہ انھون نے علامہ ابن الہمام اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی کے نقل پر اعتماد کرکے لکھدیا کہ "سنن ابی داود مین مروی ہے" بحالیکہ سنن ابی داود مین اس فتوی کا نام ونشان تک نہین ہے۔

نمبر۷ عبادہ بن صامت کی روایت سے استدلال صحیح نہین ہے کیونکہ بلاشبہ ہزار طلاقین بدفعات متفرقہ دیگئی ہونگی یہ نہین کہ ہزار دانہ کی تسبیح پر ہزار طلاق شمار کرکے واقع کیگئی ہونگی فافهم اونیز یہ روایت

مناسب سمجھکر اسکو منظور کیا اور تعزیری فتوے دینے لگے۔ مگر بہتیرے صحابۂ کرام رضہ نے یہ خیال کیا کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان واجب الاذعان رہتے ہوئے اس مصلحت کا لحاظ چہ معنی دارد۔ او وہ لوگ فرمان نبوی کے مطابق فتوے دیتے رہے۔ لیکن حضرت فاروق اعظم رضہ نے جب دیکھا کہ اس امضاء سے بجائے انسداد کے اور مفسدہ کا ازدیاد ہوگیا تو آپ سخت نادم ہوے کہ مین نے نفس ایقاع ثلاث دفعتًا ہی کو حرام کیون نہ کردیا کہ نہ رہتا بانس اور نہ بجتی بانسری والا قصہ ہوتا۔ اور عہد نبوی اور خلافت صدیقیہ کی طرز پر کیون نہ رہنے دیا کہ اسی صورت مین اس مفسدہ کا پورا انسداد ہوجاتا .... اب وہ عبارتین نقل ہوتی

واعلم انه كان فى الصدر الاول اذا ارسل الثلاث جملة لم يحكم الا بوقوع واحدة الى زمن عمر ثم حكم بوقوع الثلاث لكثرته بين الناس تهديدا (مجمع الانہر۔ جامع الرموز۔ کشاف اصطلاحات الفنون۔ طحطاوی۔) ....

ہین جو ہمارے موید ہین۔ غور سے ملاحظہ فرماوین۔ مخفی نہ رہے کہ صدر اول مین جب طلاق ثلاثہ دفعتًا واقع کیجاتی تھی تو صرف ایک طلاق واقع ہونیکا حکم دیا جاتا تھا اور یہ حکم حضرت عمر رضہ کی (شروع) خلافت تک نافذ رہا پھر حضرت عمر رضہ نے اسکی کثرت دیکھی تو ڈرانے اور دھمکانے اور تعزیر کے طور پر تینون طلاق کے واقع ہو جانیکا حکم نافذ فرما دیا۔

انتباہ اس عبارت سے صاحب الغیاث کے عبارت مندرجہ فتوی ۳ کی

الحاصل

کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و فقہاء محدثین و من بعدہم سے یہ بات بخوبی تمام ثابت ہوگئی کہ آیت الطلاق مرتٰن عام نہین ہے اور طلقات ثلاثہ دفعتًا صرف ایک واقع ہوتی ہے لیکن اتنی بات مسلّم ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضہ نے اپنی خلافت مین طلاق ثلاثہ دفعتًا کو مغلظہ فرمایا اور اسمین بھی شک نہین کہ بہتیرے صحابۂ کرام نے آپکی متابعت فرمائی پر اسکا باعث کیا تھا وہ مفصل طور پر ہم عرض کرتے ہین۔ گوش حق نیوش سے استماع فرمایا جائے۔

اس امضاء کی وجہ یہ تھی

کہ لوگون نے ماموربہ طریقہ ایقاع طلاق ثلاث مین ہمہ دم خلاف ورزی کرنی شروع کی جس سے صورت ماموربہا کے بالکل مفقود ہوجانیکا خدشہ محسوس کرکے فاروق اعظم رضہ نے تغلیظ کا امضاء فرمایا اور اعلان کردیا کہ طلاق ثلاثہ جمیعًا بھی مغلظہ ہے۔ صحابۂ کرام رضہ نے جب یہ اعلان سُنا تو بھیانک ہوئے حضرت عمر رضہ نے انکی تشفی فرمائی کہ چونکہ یہ لوگ ایقاع ثلاث مین ماموربہ طریقہ کے خلاف دفعتًا طلاق ثلاث کے ایقاع پر ادھار کھا بیٹھے ہین اسواسطے مین نے انسب جانا کہ دفعتًا تین طلاقون کا امضاء کردون تاکہ لوگ اس خلاف ورزی اور عدول حکمی سے باز آجائین جب حضرات صحابہ رضہ کو یہ مصلحت معلوم ہوئی تو بہتیرے صحابہ رضہ نے موقعہ کے

الذی یدفع المفسدة من اصلها کما کان علیه الامر فی زمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واول خلافۃ عمر والا یندفع الشر والفساد بغیرہ البتۃ ولا یصلح الناس سواہ (اغاثۃ اللہفان ص۱۸۲)

بالثلاث سے خرابی دفع ہوجائیگی مگر جب معلوم ہوا کہ بجائے انسداد کے مفسدہ کا ازدیاد ہوگیا تو بتایا کہ بہتر یہ تھا کہ میں ایقاع ثلاث دفعتًا کی تحریم کی طرف متوجہ ہوتا جو مفسدہ کو جڑ سے دور کردیتی جیسے انحضرت صلعم کے عہد مبارک سے لیکر بہاری شروع خلافت تک طریقہ تھا اور بغیر اس صورت کے خرابی دور نہیں ہوسکتی ہے اور نہ لوگونکے واسطے اسکے سوا کوئی چیز مناسب ہے۔

قال ص۱۸ ۔ تعجب ہے کہ بعض حضرات غیر مقلدین جو ہروقت بخاری بخاری کا وظیفہ پڑھا کرتے ہین اور بخاری شریف کی روایت کے مقابلہ مین کسی روایت کو تسلیم نہین کرتے ہین اس مسئلہ مین کیون ابن تیمیہ ابن القیم و داود ظاہری و شوکانی کے دام تقلید مین صرف امام بخاری ہی نہین بلکہ تمام اکابرین اور اجماعی فتاوی صحابہ کی مخالفت پر تل گئے ہین۔ ذرا بخاری یقین وغیرہ کتب حدیث کا مطالعہ کرین تو پتہ ملجائے کہ امام بخاری نے طلاق ثلاثہ کے مغلظہ ہونے پر متعدد احادیث مرفوعہ مذکورہ سے استدلال لایا ہے۔ اب صرف ائمہ اربعہ ہی کو نہین بلکہ امام بخاری وغیرہ کو بھی نصب سے ناسمجھی کا الزام لگادیجئے وکم من عائب قولا صحیحًا ۔ وآفتہ من الفہم السقیم ۔

قلت فاضل بہاری نے اس قول مین فرقہ اہل حدیث پر چوٹ کی ہے

تردید ہو گئی جو انھون نے لکھا ہے کہ "ہمارے نزدیک تو بعد اترنے آیت الطلاق مرتن کے طلاق ثلاثہ رجعی کبھی نہین ہوئی" کما لا یخفی علی المنصفین

فنقول الناس ھنا طائفتان طائفة اعتذرت عن عمر ولم ترد الاحادیث وطائفة اعتذرت عن ھذہ الاحادیث لاجل عمر (اغاثہ مع تقدیم وتاخیر)	مین کہتا ہون کہ اس موقعہ مین لوگ دو گروہ ہو گئے ایک گروہ نے حدیث کی متابعت کی اور دوسرے گروہ نے حضرت عمرؓ کی موافقت کی۔
وانما امضاہ لان المطلق کانت له فسحة من الله فی التفریق فرغب عما فسحه الله له الی الشدة والتغلیظ فامضاہ عمر علیه فلما تبین له بعد ما فیه من الشر والفساد ندم علی ان لا یکون حرم الطلاق ایقاع الثلاث ومنعھم منه وھذا ھو مذھب الاکثر بن مالک واحمد وابحنیفة فرای عمر ان المفسدة تندفع بالزامھم به فلما تبین له ان المفسدة لم تندفع بذلک وما ازداد الامر الا شدة اخبر ان الاولی کان عدوله الی تحریم الثلاث	اور اسکو جاری اسلئے کیا کہ طلاق دینے والیکے لئے اللہ تعالی کیطرف سے جدا جدا دینے مین گنجائش تھی اس نے خدا کی وسعت سے روگردانی کی اور سختی اور تنگی کیطرف رغبت کی اسی لئے حضرت عمرؓ نے اسکو انپر جاری کر دیا اور جب آپکو معلوم ہوا کہ اسمین بڑی خرابی ہے تو نادم ہوے کہ مین نے طلاقونکو حرام ہی کیون نہ کر دیا اور انکو تین طلاق دفعتًا دینے سے کیون نہ منع کیا۔ (اور یہی مذہب امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ اور امام احمدؒ کا ہے) غرضکہ حضرت عمرؓ نے سمجھا تھا کہ الزام

مغرب کے وقت دو رکعتین پڑھتے تھے اور آنحضرت صلعم ہمکو منع نفرملتے تھے اور یہان طلاق ثلاثہ دفعتًا کے ایقاع پر آنحضرت صلعم کا غصہ ہونا اور یہ فرمانا کہ خدا کی کتاب کے ساتھ مسخراپن کیا جاتا ہے سنن نسائی کی روایت سے ثابت ہے پس شئی منکر کے بدعت اور ناجائز ہونے مین شبہہ کیا رہا ثانیًا دوسری حدیث جو حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق دیا تھا الخ سو اسکا حال یہ ہے کہ اسمین بجائے احتمال طلقات ثلاثہ جملتًا کے طلقات ثلاثہ متفرقہ کا یقین ہوتا ہے کیونکہ خود امام بخاری نے کتاب الادب کے باب التبسم والضحک مین روایت کیا ہے کہ رفاعہ نے آخری تیسری طلاق دی تھی پس لفظ فبتلہ سے ثلاثہ دفعتًا کے ایقاع کا جواز سمجھنا محل نظر ہے رابعًا تیسری حدیث جو حضرت عائشہ رض ہی سے مروی ہے اسمین دو احتمال ہے اولاً ممکن ہے کہ یہ تین طلاق دینیوالا حضرت رفاعہ قرظی کے سوا اور کوئی نہ ہو اور انکی طلاق کا قصہ معلوم ہو چکا کہ طلقات ثلاثہ بدفعات ثلاثہ تھی۔ حافظ ابن حجر رح لکھتے ہین۔ ہو سکتا ہے کہ قصہ ایک ہی ہو اور بعض راویون کو وہم ہو گیا ہو۔ ثانیًا اس حدیث مین یہ کہان ہے کہ اس مطلق نے دفعتًا تین طلاق دی تھی۔

> ویحمل ان تکون القصۃ واحدۃ و وقع الوھم من بعض الرواۃ الخ (فتح الباری پ ۲۲)

بنابرین اس حدیث عائشہ رض سے جواز ایقاع ثلاث دفعتًا پر استدلال کا ابطال اور استیصال ہو گیا۔ اور بلا شبہ یہ بات معلوم ہو گئی کہ طلاق ثلاثہ دفعتًا کی ایقاع کا جواز ان روایات ثلاثہ سے ثابت

اور رنج دہ الفاظ لکھکر اپنے دل کا بخار نکالا ہے۔ خیر یہ بری روش انکو اور صاحب الغیاث صـ۳ اور انکے ہم زبانونکو مبارک ہو۔ اب اپنے قول کا جواب ملاحظہ فرماوین۔ خاکسار اوپر ثابت کر آیا ہے کہ امام بخاری کا یہ مذہب نہین ہے کہ طلاق ثلاثہ دفعتا مغلظ ہوتی ہے اور نیز تبویب بخاریؒ سے یہ غرض نہین ہے جو فاضل بہاری نے سمجھا ہے۔ اگر یہ غرض اور مطلب ہوتا یا امام بخاری کا یہ مذہب ہوتا تو عبارت یون ہوتی "باب حرمة المطلقة علی من طلقها ثلثا فی مجلس واحد دفعتًا تین طلاق دینے سے زوجہ کے حرام ہونیکا بیان" پس معلوم ہوا کہ امام بخاری کا ایسا باب منعقد کرنا جواز ایقاع ثلاث دفعتًا اور عدم جواز ایقاع ثلاث دفعتًا کا اختلاف دکھانا ہے اور امام بخاری نے احادیث مذکورہ فی الباب سے جواز کے قائلین کی تائید کی ہے باقی رہی یہ بات کہ احادیث واردہ فی الباب مجوزین ایقاع ثلاث کے دعوی پر برہان قاطع ہین یا نہ۔ تو اسکا جواب میرے طرف سے بچند وجوہ ہے اولا اس دعوی پر کہ تین طلاق دفعتہً دینا جائز ہے حضرت عویمرؓ کے واقعہ کے علاوہ دونون حدیثین دلیل کے طور پر پیش کرنا محض زبردستی ہے۔ ثانیا حضرت عویمر رض کے واقعہ مین سکوت نبوی صلعم سے جواز ایقاع ثلاث دفعتًا پر اسلئے استدلال صحیح نہین ہے کہ سکوت اسی صورت مین مفید ہوتا ہے جب کہ اسکے مقابلہ مین کسی جگہ مسکوت عنہ پر انکار نہ پایا جائے جیسے حضرت انسؓ کا یہ فرمانا کہ ہملوگ ما بین الاذان والاقامت کے

سنت کو تسلیم کرتے اور اسکو صحیح بتاتے اور سچ جانتے ہین۔ نفس رائے کسی کی بمقابلہ قرآن وحدیث کے نہین مانتے ہین اور نیز اثر صحابہ کے موجود رہتے ہوے کسی بعد والے کی بات تسلیم نہین کرتے ہین۔

العلم قال اللہ قال رسولہ	قول الصحابۃ لیس خلف فیہ
ما العلم نصبک للخلاف سفاھۃ	بین النصوص و بین رای سفیہ
کلا و لا نصب الخلاف جہالۃ	بین الرسول و بین رای فقیہ

قال صـ۱۳ الضا باقی وہ حدیث ابن عباس والی جو صحیح مسلم وغیرہ مین وی ہے اسکا جواب امام نووی وغیرہ محققین نے یہ دیا ہے کہ تین طلاق کا ایک ہونا نیت تاکید کے ساتھ مشروط ہے۔ الخ۔

قلتُ فاضل بہاری نے یہان بھی الغیاث صـ۲۰ سے یہ مطلب اخذ کیا ہے۔ گو جواب اسکا صاحب المغاث نے مفصلاً دیا ہے تاہم مناسب مقام بطور اختصار کے گذارش ہے۔ (۱) تاکید یا استیناف کا احتمال من قبیل نکتہ بعد الوقوع ہے اسواسطے حجت نہین (۲) امام نووی کے پہلے ابن سریج نے یہ احتمال بطور شک کے لکھا ہے اور اسکی نووی وغیرہ نے تقلید کی ہے۔ لیکن اس احتمال سے بغیر اسکے استدلال صحیح نہین ہو سکتا کہ کسی واقعہ صحیحہ سے اسکی تائید کیجائے۔ (۳) اگر قرون سابقہ مین انت طالق ثلاثا یا انت طالق انت طالق انت طالق سے نیت تاکید کی مراد لی جاتی تھی تو پھر حضرت فاروق اعظم رضہ کے بقیہ عہد خلافت مین صرف استیناف ہی کیون مراد ہونے لگا (۴) یہ احتمال صریح حدیث کے خلاف ہے

نہین ہوتا ہے۔
اور بفرض باطل اگر جواز ایقاع یا وقوع طلقات ثلاثہ دفعتًا امام بخاریؒ
کا مذہب مان لیا جائے تو گروہ اہل حدیث پر فاضل بہاری کا غیر مقلد کہ
کر اعتراض کرنا عجیب ہے۔ بعض کیا کل حضرات اہل حدیث بخاری رح کے
مجرد اقوال بمقابل حدیث صحیح کے نہین مانتے ہین مجھے جہانتک تجربہ
ہوا ہے انکا اصول یہ ہے کہ اللہ اور اسکے رسول احمد مجتبیٰ صلعم کے ماعدا
ہر کسی آدمی کی بات مانی بھی جاتی ہے اور چھوڑی بھی جاتی ہے اور بمقابل
کتاب و سنت کے کسی محدث یا فقیہ کی تو کجا حضرات صحابہؓ کی بات تک
نہ مانی جائے۔ پس جب اہلحدیث کا یہ اصول و معمول ہے تو پھر امام بخاریؒ
کو بیچ مین لاکر گروہ اہل حدیث کو کلمات ناشائستہ سے یاد کرنا اپنی ناواقفیت
اور ناحق شناسی ظاہر کرنا ہے اور امام بخاریؒ کی رائے اور اجتہاد سے
گروہ اہل حدیث کو قائل کرنا سراسر نازیبا اور عوام کو دھوکا دینا ہے امام
احمد فرماتے ہین کہ حدیث اور اہل حدیث سے جدا نہ چلو کیونکہ فقہ (تاریک) رات

لا تعدلن عن الحديث واهله
فالرأي ليل والحديث نهار

ہے اور حدیث (روشن) دن ہے۔
اور اسیطرح فاضل بہاری کا بتقلید صاحب الغیاث (فتویٰ[۳]) اہل حدیث
کو ابن تیمیہ ابن قیم داود ظاہری اور شوکانی کا مقلد کہنا سراسر غلط ہے
اہل حدیث نے اس مسئلہ مین کسی کی تقلید نہین کی ہے بلکہ محض کتاب
و سنت کی اتباع کی ہے کہ حضرات مذکورین کی پیش کردہ دلائل کتاب و

عبد یزید کے واقعۂ طلاق ثلاثہ دفعتًا مین بلا استفسار نیت آنحضرت صلعم
نے رجعت کی اجازت اور رجوع کا حکم فرمایا جس سے تاویل تاکید کی تردید
مزید ہوتی ہے (۸) عام طلقات ثلاثہ کا مدلول ثلاثہ مغلظ نہین ہے
کیونکہ طلاق ثلاثہ مغلظہ ہے جو بدفعات متفرقہ واقع کیجائے ورنہ عبد یزید
والے واقعہ مین باوجود اقرار کے کہ "مین تین طلاق دیچکا ہون" آنحضرت
کا رجعت کرا دینا چہ معنی دارد۔ (۹) نو طلاق دیوے یا سَو سب کا یہی حکم
ہے کہ بوجہ عدم تفرق آوان مغلظہ نہ ہوگی۔ فافہم وتدبر۔

المختصر

طلاق ثلاث واقعہ جلسۂ واحدہ کا واحد رجعی ہونا عہد نبوی و عہد صدیقی و
اوائل عہد فاروقی مین بلا خلاف و اختلاف جاری و ساری تھا۔ جسکے
وجہ کرہم دعوی کرسکتے ہین کہ اس مسئلہ پر صحابہ کا اجماع قدیم تھا و الّا
اوائل عہد فاروقی تک کوئی شخص کسی صحابی کا خلاف ثابت کرے۔ علامہ
ابن القیم اعلام الموقعین مین فرماتے ہین اور ہر ایک صحابی از خلافت

صدیقیہ تا تین برس عہد عمری کے افتاءً یا اقرارًا یا سکوتًا طلاق ثلاثہ دفعتًا کے ایک ہونے پر تھے اور اسی لئے بعض علماء نے یہ دعوی کیا ہے کہ یہ اجماع قدیم ہے اور بحمد اللہ اسکے	وکل صحابی من لدن خلافة الصدیق الی ثلاث سنین من خلافة عمر کان علی ان الثلاث واحدة فتوی واقرار وسکوت ولهذا ادعی بعض

کیونکران حدیثون مین ہے کہ طلاق ثلاث دفعتًا کا واحد رجعی ہونا از صدر اول تا صدر خلافت عمرؓ مستمر تھا (۵) بفرض باطل اگر تین طلاق کا واقع کرنا صرف بنظر تاکید تھا تو پھر زمانہ شہود لہا بالخیر یعنی بقیہ خلافت فاروقیہؓ مین لوگونکے نیتون کا اعتبار نہ ہونا ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ اگر کذب و دغا کا الزام موجودین عہد عمرؓ پر اس صورت مین لگانا جائز ہے تو پھر اور شہادات مین بھی صدق و دیانت کا وجود معدوم ماننا پڑیگا وکلاہما باطلان (۶) رکانہ کی حدیث جسمین طلقہا ثلاثا ہے اس سے مراد تاکید پر استدلال کرنا اسوقت صحیح ہوگا جب کہ اس روایت مین بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکانہ کو قسم کھلانا ثابت ہو اگر کوئی کہے کہ جب امام بخاری نے اضطراب کا اعتراض اس حدیث پر کیا ہے توجو مضمون البتۃ والی حدیث کا ہوگا وہی مضمون ثلاثا والی حدیث مین ہونا چاہئیے۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ بخاری رح نے اعتراض اضطراب مین البتۃ اور ثلاثا کے ساتھ ہی واحدۃً کا بھی ذکر کیا ہی تو چاہیئے کہ واحدۃً والی روایت مین بھی آنحضرت صلعم کا قسم کھلانا مذکور ہووے بحالیکہ واحدۃً والی روایت مین بھی البتۃ والی روایت کی طرح قسم کھلانا مذکور ہووے تو محض مہمل ہے۔ پس یہ لابدی امر ہے کہ طلقہا ثلاثا والی روایت مین بھی قسم کھلانا مذکور نہ ہوگا اور کیونکر ہوسکتا ہے طلاق ثلاثۃ طلاق صریح ہے بالکنایہ تو ہے نہین جو اسمین نیت کا سوال ہو۔ ہان البتہ طلاق بتہ بالکنایہ ہے اسمین نیت کا سوال ہوسکتا ہے (۷) رکانہ اور

منقول ہونا اجماع کی اعتبار کی دلیل ہے اور فقہاء مجتہدین صحابہؓ کی
تعداد بیس[۱] سے زائد نہیں ہے اور میں نے اکثروں سے یہ بصراحت نقل کیا
ہے کہ طلاق ثلاثہ واقعہ بجلسہ واحدہ مغلظ ہوتی ہے اور نیز انحضرات صحابہ
کے علاوہ بقیہ صحابہ انہی مجتہدین صحابہ سے فتوی پوچھتے تھے۔ اسکا
جواب نہایت ادب کے ساتھ گذارش ہے کہ اولاً یہ غیر مسلم ہے کہ
مجتہدین یا مفتیان صحابہؓ کی تعداد بیس[۱] سے زائد نہیں ہے۔ اس لئے
کہ مجھے حافظ ابن حزمؒ کی وہ عبارت یاد ہے جسکا مضمون[۱] یہ ہے کہ۔

" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد عسکر القرآن[۱] و "
" جند الرحمن صحابہ کرام مفتی ہوئے (۱) سات صحابی ایسے تھے جو سب سے "
" زیادہ فتوی دیتے تھے عمرؓ۔ علیؓ۔ ابن مسعودؓ۔ عائشہ ام المؤمنینؓ "
" زیدؓ بن ثابت۔ ابن عباسؓ۔ اور ابن عمرؓ۔ (۲) اوسط فتوی لکھنے "
" والی جماعت صحابہ کرام کی تعداد بیس[۲] ہے ابو بکر صدیقؓ۔ ام سلمہؓ "
" انسؓ۔ ابو سعید خدریؓ۔ ابو ہریرہؓ۔ عثمان بن عفانؓ۔ عبد اللہ بن "
" عمرو بن عاصؓ۔ ابن زبیرؓ۔ ابو موسیٰؓ۔ سعدؓ بن ابی وقاص۔ "
" سلمان فارسیؓ۔ جابر بن عبد اللہؓ۔ معاذؓ بن جبل۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ "
" ابن عوفؓ۔ عمرانؓ بن حصین۔ ابو بکرہؓ۔ عبادہؓ بن صامت۔ "
" اور معاویہ بن ابی سفیانؓ۔ (۳) ایسے صحابی بہت ہیں جنسے ایک "
" یا دو فتوی منقول ہے۔ بلکہ بقیہ صحابہ ایسے ہی ہیں۔ "

پس مفتیان صحابہ جو کثرت سے فتوی دیتے تھے وہ سات تھے اور اوسط

اهل العلم ان هذا اجماع قدیم ولم یجمع الامۃ ولله الحمد علی خلافه بل لم یزل فیهم من یفتی به قرنا بعد قرن والی یومنا هذا	خلاف مین امۃ محمدیہ نے اجماع بھی نہین کیا ہے۔ بلکہ امۃ محمدیہ مین ہمیشہ ایسے حضرات ہوتے چلے آئے جو از آن زمان

تا این آن طلاق ثلاث دفعتًا کے واحد رجعی کا فتوی دیتے ہین۔

ہان! حضرت فاروق اعظم رضؓ نے جب دیکھا کہ لوگون نے ماموربہ طریقہ ایقاع طلاق ثلاث مین خلاف ورزی شروع کی اور اسکی کثرت کرنے لگے جس سے ماموربہ طریقہ کے بالکل نابود اور مفقود ہو جانیکا خدشہ پیدا ہوا تو انسداد فساد کیواسطے تغلیظ کا حکم نافذ فرمادیا۔ بس اسی وقت سے اختلاف شروع ہوا فاضل بہاری نے جو اجماع صحابہؓ کا دعوی کیا ہے محض غلط ہے۔ کیا حضرات ابن عباس۔ علی۔ ابن مسعود و ابن عوف وغیرہم رضوان اللہ علیہم صحابہ کرام سے عدم وقوع ثلاثہ دفعتًا منقول نہین ہے؟ ضرور ہے اور کیا یہ لوگ صحابہ نہین ہین؟ ضرور ہین۔ پھر دعوی اجماع کیسا۔

انتباہ علامہ ابن القیم رحؒ نے زاد المعاد مین نہایت خوب لکھا ہے کہ قائلین بالتغلیظ اگر اپنی ساری کوششین بھی ختم کر دین گے تو بھی عہد نبوی عہد صدیقی و اوائل عہد فاروقی کے صحابہؓ کے دسوین حصہ بلکہ کم سے کم دسوین حصہ کا جو دسوان حصہ ہو اسکے دسوین حصہ سے طلاق ثلاثہ دفعتًا کی تغلیظ کا فتوی نہ ثابت کر سکین گے۔ اس مقام مین علامہ ابن الہمام نے بڑی کوشش کر کے یہ جواب دیا ہے۔ کہ نقل اجماع کیواسطے عوام کے فتاوی نقل کرنیکی کیا حاجت ہے۔ مجتہدین صحابہ کے فتاوی کا

قلتُ لاریب فیہ! فی الواقع طلاق ثلاثہ بالکتاب السنۃ والاجماع

فی الکتاب ما اذا وقع الثالثۃ بعد الثنتین ولاخلاف لاحد فیھا انما خلافھم فی الثلاث بمرۃ واحدۃ (فتح القدیر ص۵۹)	مغلظہ ہے مگر جو طلاقین دفعتًا واقع کیجائین وہ واحد رجعی ہے جیسا کہ کتاب وسنت سے ثابت کردیا گیا اور اجماع قدیم وفتاوی سلف وخلف سے ثابت

کرکے یہ بھی بتادیا گیا کہ جو صحابہ ومن بعدہم قائلین بالتغلیظ ہین وہ بربنائے تعزیر تغلیظ کے قائل ہین انکا اصلی فتوی یہی ہے کہ طلاق ثلاثہ دفعتًا واحد رجعی ہے۔

اب فاضل بہاری کے استاد علامہ مولانا ابوالحسنات محمد عبدالحی مرحوم کے فتوی مندرجہ الاحقاق ص۲۳ کے متعلق امر واقعی گذارش ہے کہ مولانائے مرحوم نے اس فتوی ہین بیشک غلطی کی ہے کہ طلاق ثلاثہ دفعتًا کے واحد رجعی ہونیکو امام عالیمقام امام شافعی کا مذہب سمجھا ہے۔ اسکا مین مقر ہون کہ امام موصوف سے طلاق ثلاث دفعتًا کے مغلظہ ہونیکا ثبوت کتابونسے ملتا ہے۔ لیکن اس فتوی سے آفتاب نیمروز کیطرح تابان ہے کہ فاضل بہاری کے استاد علامہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کے واحد رجعی ہونیکے قائل ہین۔ کیونکہ شافعی مذہب کے عالم کیطرف اس مسئلہ مین رجوع کرنیکو اولی فرماتے ہین فافہم گو امام ممدوح کیطرف اس مسئلہ کا استناد غلط ہے مگر فاضل بہاری نے اپنے استاد علامہ کے فتوی کی غلط تاویل کرکے اُنکے فتوی کو کم وقعت کیا بے وقعت کردیا۔

درجہ کے فتوی لکھنے والی جماعت کی تعداد بیس[۲۰] تھی۔ کل ستائیس ہوئے۔ اب مجتہدین صحابہؓ ستائیس ہوئے کم سے کم ان ہی حضرات سے بصراحت تمام ثابت کیجئے کہ یہ لوگ الزام بالثلاث جملۃً کا فتوی دیتے تھے اور یہ بھی نہ ہوسکے تو ثمین سے اکثر حضرات فقہاء صحابہ کا فتوی بسند صحیح الزام بالثلاث جملتاً کے متعلق پیش کیجئے۔ ثانیاً آپکو اقرار ہے کہ فقہاء صحابہ بیس[۲۰] سے زیادہ نہیں ہیں تو اسکا نتیجہ (جسکو مفہوم مخالف نہیں کہہ سکتے) یہ ہے کہ بیس[۲۰] یا انیس[۱۹] صحابہؓ فقیہ مستقل تھے اور آپکا دعوی ہے کہ میں نے اکثر سے الزام بالثلاث جملۃً بالصراحت نقل کیا ہے اور حال یہ ہے کہ آپکے منقولہ فتاوی (قطع نظر ازیں کہ اسناد فتوی کہاں تک صحیح ہے اور اکثر فتاوی کا اصل مطلب کیا ہے) آٹھ عدد سے زیادہ نہیں ہیں پس کیا بیس[۲۰] کا اکثر حصہ آٹھ ہے یا انیس[۱۹] کا اکثر حصہ آٹھ ہے۔ آگے چلکر آپ نے حضرت انسؓ سے بھی بحوالۂ امام طحاویؒ ایک فتوی الزام بالثلاث کا نقل کیا ہے پس کل فتاوی نو[۹] ہوئے۔ کیا بیس[۲۰] یا انیس[۱۹] کا اکثر حصہ نو[۹] ہوتا ہے ؟

لطیفہ ناظرین الاخفاق صہ۲۰ سطر ۲ ملاحظہ فرما کر فاضل بہاری سے دریافت کریں کہ والآ نہ چہ معنی دارد ؟ اور یہ دہلی کا محاورہ ہے یا لکھنو کا یا طغیان القلم ہے۔

قال صہ۲۲ سطر ۴ ملخص مقام یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ کا مغلظ ہونا قرآن وحدیث واجماع صحابہ واجماع ائمہ اربعہ وسلف وخلف سے ثابت ہے۔

افتوا بالالزام اقتضاء للمصلحة
ولم يزالوا مختلفين حتى انهم
افتوا مرة بالالزام - وافتوا مرةً
بعدم الوقوع بالالتزام - الاترى
انه نقل عن علي وابن مسعودؓ
وابن عباس وغيرهم الزامه
كما نقل عنهم خلافه - ومن ثم
ذهب الى عدم التغليظ والالزام
ابوحنيفة الامام - ومالك
في احد قوليهما عند العلماء
الكرام - واليه ذهب الامام
احمد في احد القولين -
وبه قال بعض اصحابه - واليه
ذهب عطاء بن ابي رباح رح
وطاؤس - وعمرو بن دينار
وعكرمة المفتون بمكة وخلاس
بن عمر المفتي بالكوفة - وجابر
بن زيد واسمعيل ابن
علية وهما اهل الافتاء

تغلیظ کا فتوی دیتے اور کبھی احد رجعی کا -
گیا آپکو معلوم نہین ہے کہ حضرات
علی رضؓ اور ابن مسعود رضؓ اور ابن
عباسؓ وغیرہم سے جسطرح الزام
بالثلاث کی روایت منقول ہے
بلاشبہ اسی طرح اُن حضرات
رضوان اللہ علیہم اجمعین سے
الزام کے خلاف مین بھی روایت
منقول ہے -

اور بناءً علی ذالک امام مالکؒ وامام
ابوحنیفہ رح اور امام احمدؒ احد الاقوال
مین عدم تغلیظ کے قائل اور واحد
رجعی ہونیکی طرف مائل ہین -

اور امام احمد رح کے بعض اصحاب
بھی اسی طرف گئے ہین -

اور عطاء بن ابی رباح رح اور طاؤسؒ
اور عمرو بن دینار رح اور عکرمہ رح
مفتیان مکہ معظمہ اور خلاس بن عمر
مفتی کوفہ اور جابر بن زید رح اور

انا لله وانا اليه راجعون -

فقد ظهر من هذه الابحاث
المضبوطة - والمضامين المربوطة -
انه لا يجوز ايقاع الثلاث من
الطلقات جملة - لقوله تعالى
فطلقوهن لعدتهن واحصوا
العدة - ولا يثبت وقوع الطلقات
دفعة - لا بالكتاب ولا بالاجماع
ولا بالقياس ولا بالسنة
بل ثبت ان الرجوع والرجعة
بعد ايقاع الثلاث جملة وكون
تلك الطلقات واحدة رجعية
مامور وماثور بلا اختلافات
غير مرضية - نعم لما راى عمر
بن الخطاب رض ان الناس تتابعوا
واكثروا ايقاع الثلاث دفعة -
ولا يبالون الكتاب والسنة
امضاه عليهم - تعزيرا وتاديبا
لهم - وكذلك الصحابة على عهده

ان مضبوط بحثون اور مربوط مضمونون
سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بدلیل قرآن
باری فطلقوهن الآیۃ تین طلاق
دفعتًا واقع کرنا ناجائز ہے -
اور کتاب وسنۃ اور اجماع اور قیاس سے
یہ بات نہین ثابت ہوئی کہ طلاق ثلاثہ
واقعہ جلسۂ واحدہ ضرور واقع ہوجاتی ہے -
بلکہ یہ بات ثابت ہوگئی کہ تین طلاق کا
واحد رجعی ہونا اور اسکے بعد رجعت کرنا
بلا خلاف واختلاف کے مامور اور ماثور ہے -
ہان! جب حضرت عمر رض نے لوگون
مین ایقاع ثلاث جملۃً کی کثرت
لاحظہ فرمائی توسیاستًا وتادیبًا
اُن پر امضاء ثلاث فرما دیا -
اور اسی طرح اور صحابہ نے بھی آپ کے
زمانہ مین مصلحتًا للوقت الزام
بالثلاث کا فتوی دیا اور پھر برابر
مختلف رہے - حتی کہ وہی لوگ کبھی

واحمد بن علي الشهير بابن المقريزي
ومحمد بن تقي ابن مخلد ومحمد بن
عبد الله بن عبد السلام الخشني
وابن زنباع وابن الحباب وجماعة
سواهم من فقهاء قرطبة ومحمد
بن نصر المروزي وابو البركات
جد ابن تيمية الحراني وحفيده
ابو العباس تقي الدين عبد الحليم
ابن تيمية وتلميذه ابن القيم
الجوزية ومحمد بن اسمعيل اليماني
ومحمد بن علي بن محمد الشوكاني و
نعمان بن محمود الحنفي والشيخ
العلامة ابو الطيب شمس الحق
العظيم ابادي وابو الطيب صديق
الحسن القنوجي والمحدث الكامل
الحافظ عبد الله الغازيفوري والعلامة
رفيع الدين البهاري والعلامة
الحافظ عبد العزيز الرحيم ابادي والعلامة
عين الحق عظيم ابادي والعلامة عبد الغفور

اور محمدؒ بن تقی ابن مخلد اور محمدؒ بن
عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالسلام
خشنی اور ابنؒ زنباع اور اصبغ
ابن الحباب وغیرہم فقہاء قرطبہ
اور محمدؒ بن نصر مروزی اور علامہ ابن
تیمیہ کے جد بزرگوار ابوالبرکاتؒ اور
ابوالبرکات رحہ کے پوتے ابو العباس
تقی الدین ابن تیمیہؒ اور ابن
تیمیہ کے شاگرد علامہ ابن قیمؒ جوزی
اور محمدؒ ابن اسمٰعیل یمانی اور محمد
بن علی بن محمد شوکانی اور نعمان
بن محمود الحنفی اور استاد علامہ
ابو الطیب شمس الحق عظیم آبادی
اور ابو لطیب صدیق حسن خان قنوجی
اور محدث کامل حافظ عبداللہ غازیپوری
اور علامہ رفیع الدین بہاری اور حافظ
علامہ عبدالعزیز رحیم آبادی
اور علامہ شاہ عین الحق عظیم آبادی
اور علامہ عبدالغفور رمضان پوری

بالبصرة - ومحمد بن اسحٰق صاحب
المغازی والحارث بن یزید
العکلی - والامام الہادی
والامام زید بن علی والامام
القاسم - والامام الباقر من
اهل البیت وحجاج بن ارطاة
ومحمد بن مقاتل وداود
الظاہری - واحمد بن
ابی عاصم والحافظ ابو
یعلی - والقاضی المنذر
بن سعید المفتی بمصر
والحافظ الحمیدی والحافظ
محمد بن طاہر المقدسی
والحافظ العبدری ومحمد
بن ابی نصر وعمر بن حسن بن
علی الاندلسی ومحمد بن حسین
المیورقی واحمد بن محمد الاموی
والشیخ الاکبر محمد بن علی المعروف
بابن العربی ومحمد بن علی الغرناطی

اسمٰعیل بن علیہ رح مفتیان بصرہ -
اور محمدؒ بن اسحٰق صاحب المغازی
والسیر اور حارث رح بن یزید العکلی
اور امام ہادیؑ اور امام زیدؑ بن علیؑ
اور امام قاسمؓ اور امام باقرؓ
اہل بیت جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم -
اور حجاج بن ارطاة اور محمدؒ ابن
مقاتل اور داؤد ظاہریؒ اور احمدؒ بن
ابی عاصم اور حافظ ابو یعلیؒ اور قاضی
منذرؒ ابن سعید مفتی مصر - اور حافظ
حمیدیؒ صاحب الجمع بین الصحیحین
اور حافظ محمدؒ ابن طاہر مقدسی اور
حافظ عبدریؒ اور محمدؒ بن ابی نصر
اور عمرؒ بن حسن بن علی اندلسی اور محمدؒ
بن حسین میورقی اور احمدؒ بن محمد
اموی اور شیخ اکبر محمدؒ بن علی المشہور
بابن العربی اور محمدؒ بن علی غرناطی
اور احمدؒ بن علی المعروف بابن المقریزی

بن عجیر وغیرہ ان رکانة طلق امراته البتة فانها روایة ضعیفة عن قوم مجهولین والصحیح ما قدمنا من طریق محمد بن اسحق قال حدثنی داود ابن الحصین عن عکرمة عن ابن عباس ان رکانة طلق امراته ثلاثا فی مجلس واحد فقال رسول الله صلعم انما تلك واحدة فارجعها ان شئت قال فراجعها فلا ریب ان الرجعة والامر بالمراجعة بعد الطلقات الثلاث جملة۔ وکونها واحدة رجعیة من الماثورات والماموارت الشرعیة ...... واما القول بان الرجعة بعد الثلاث دفعة ارتکاب بالکبیرة والمحرمة۔ فلیس ذلك الا الاجتراء علی مخالفة حکم النبی علیه السلام۔ اعاذنا الله الملك العلام من هذا القول القبیح

عن عکرمہ عن ابن عباسؓ ہم اوپر ذکر کرچکے ہین کہ رکانہ نے اپنی زوجہ کو جلسۂ واحد مین تین طلاق دیا تھا تو آن حضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ ایک طلاق ہوئی تمہارا جی چاہے تو رجوع کرلو آخر انہون نے رجوع کرلیا۔ پس امر کوئی شک نہین رہا کہ طلاق ثلاثہ دفعۃً کے بعد رجعت کا ہونا اور ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کا واحد رجعی ہونا ماثورات اور ماموارت سے ہے۔........ اور یہ کہنا کہ (ثلاثہ دفعتًا کے بعد رجعت کرنا محرمات اور کبائر کا ارتکاب ہی) مخالفت حکم نبی علیہ السلام پر دلیری کرنا ہے اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ محض اپنے فضل سے ہملوگونکو اس بری بات اور خراب رائے سے پناہ مین رکھے۔

باقی رہے وہ فتاوی صحابہ جنکو قائلین پیش کرتے ہین سو حقیقت یہ ہے کہ بعضے فتاوی تو اسو جہ کر لایق

الرمضانفوری والعلامة
القاری عبد الله الشاهفوری
والعلامة ابوسعید البٹالوی
والحکیم المولوی علیم الدین
العظیم ابادی والعلامة
علی حسن الجیلانوی و
والدنا العلامة زین اهل
الاستقامة شیخنا المحترم
مولانا ابوعبد الرحمن
عبد الله الجیلانوی و
شیخنا وشیخ الکل امام
وقته ومجدد عصره العلامة
الفهامة السید السند
نذیر حسین المحدث
الدهلوی ومن عداهم
من متبعی الکتاب والسنة
واثار الصحابة ......
واما ما ذکره القائلون
بالتغلیظ من روایة نافع

اور علامہ قاری عبد اللہ شاہ پوری
اور علامہ ابو سعید محمد حسین بٹالوی
اور مولوی حکیم علیم الدین حسین عظیم آبادی
اور علامہ علی حسن گیلانوی اور ہمارے
والد علامہ زین اہل الاستقامہ
استاد محترم مولانا ابو عبد الرحمن محمد عبد اللہ
گیلانوی اور ہمارے شیخ اور شیخ الکل
امام وقت مجدد العصر علامہ فہامہ
سید السند نذیر حسین محدث دہلوی
اور انکے علاوہ جمیع متبعین کتاب
وسنت واثار صحابہ رضوان اللہ علیہم
اجمعین طلقات ثلاثہ دفعتاً کے واحد
رجعی ہونیکے قائل ہیں۔
اور وہ جو قائلین بالتغلیظ نے نافع
بن عجیر کی حدیث لائی ہے کہ رکانہ نے
اپنی زوجہ کو طلاق بتہ دی تھی۔ سو یہ
روایت ضعیف ہے اسکے راوی مجہول
ہیں۔ اور صحیح وہ روایت ہے جسکو بطریق
محمد بن اسحق حدثنی داود بن الحصین

صحیحہ سے اسکا ثبوت لائیے۔ پھر جواب ملاحظہ فرمائیے اور یہ تاویل ابن سریج کی اولاً تو شبہہ کے طور پر ہے۔ ثانیاً محض بعید از عقل ہے کیونکہ جب حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیقؓ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحد کو بہ نیت تاکید سمجھتے تھے تو پھر حضرت عمرؓ باوجودیکہ خود ہی اوائل خلافت مین اس سے تین کبھی مراد نہ لیتے تھے کیون برابر استیناف مراد لینے لگے اگر کہا جائے کہ صدق و دیانت مین فرق آگیا تھا اور زمانہ نزول وحی کا بھی نہ تھا کہ صدق و کذب پر اطلاع ہو جائے بنابرین استیناف ہی مراد لیا جانے لگا۔ تو اسکا جواب یہ ہے کہ اولاً اسکا ثبوت حضرت عمرؓ کے قول سے لاؤ ثانیاً یہ بتانا چاہیئے کہ حضرت عمرؓ کے وقت کی شہادتین لائق اعتبار کیونکر سمجھی جائین کیونکہ صدق و دیانت مین تو فرق آگیا تھا۔ پس جب طلقات ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ مین احتمال تاکید کی تردید ہو گئی۔ تو فاضل بہاری کا حکم تغلیظ بناء فاسد علی الفاسد ہونیکے باعث غلط اور باطل ٹھہرا۔

اور فاضل بہاری نے یہ جو لکھا ہے کہ "آیت قرآن شریف اور احادیث مرفوعہ صحیحہ کے بموجب تین طلاق مغلظہ ہے"، محض غلط ہے۔ چنانچہ آیت قرآنی کا (جو فاضل بہاری کی مستدل بہا ہے) پورا پورا حال تو اوپر منکشف کر آیا ہون کہ آیت الطلاق مرتان اور فان طلقها علماء اسلام کے نزدیک کیا معنی خود حضرت صاحب وحی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک عام نہین بلکہ خاص ہے اور ان آیات سے عموم مراد لینا غلطی ہے۔ باقی رہین احادیث مرفوعہ صحیحہ۔ تو مین صاف اور صحیح کہتا ہون کہ فاضل

والرای الفضیح۔
واما ایرادھم فتاوی الصحابۃ بالزام الثلاث
دفعۃ۔ فمنھا مالا ینھض للاستدلال
من حیث السند ومنھا مالم یفھموا
فیھا مراد المفتین۔ ھذا۔ ومن شاء التفصیل
فلیرجع الی رسالۃ المغاث فانھا مجموعۃ الابحاث۵

استدلال نہین کر اسمین کلام ہے
اور بعض ایسے فتاوی ہین جنکے اصل
مطلب تک قائلین کی رسائی نہین ہوئی
ہے اور جنکو تفصیل منظور ہو المغاث
کو ملاحظہ فرماوین کیونکہ اسمین تمام
بحثون کا مجموعہ ہے۔

قال صفحہ ۲۸ سطر ۱ المختصر۔ مختصر جواب یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ فی جلست
واحدۃ کی دو صورت ہے ایک بکلمۃ واحدۃ جیسے انت طالق ثلاثا
دوسرے بکلمات مکررہ جیسے انت طالق انت طالق انت طالق
آجکل عوام کالانعام اس سے بالکل بینونت وانقطاع کا ارادہ کرتے
ہین اور ہندوستان مین خاص کر عوام مین نیت تغلیظ ہی کی مروج
ہے۔ نیت تاکید کی گویا مفقود ہے اسلئے یہ دونون قسمین بموجب آیت
قرآن شریف اور احادیث مرفوعہ صحیحہ وفتاوی واجماع صحابۂ کرام وائمۂ
اربعہ علام تین طلاق مغلظہ ہے واحد رجعی نہین ہے اور اسمین اتفاق صحابۂ
کرام واجماع ائمۂ اعلام کیوجہ سے انتقال حرام ہے اور رجعت باطل ہے
جسسے ارتکاب حرام اور زنا کا ائمۂ اربعہ کے نزدیک لازم ہے۔
قلت اس مختصر جواب کا جواب یہ ہے کہ عہد نبوی وعہد صدیقی
واوائل عہد فاروقی مین طلاق ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ کی دونون صورت
مین نیت تاکید کی مداخلت نتھی اور ہرگز نہ تھی اگر تھی تو کسی واقعہ

علی العموم مغلطہ ہوتی ہے وہ حضرات قائلین واحد رجعی ہونیکا اشتہار دیکر اپنی صداقت کا ثبوت دیوین ؎؎؎

اور فتاوی واجماع صحابہ وائمہ اربعہ کی حالت ناظرین پر مخفی نہ رہی ہوگی کہ خود حضرات صحابہ موجودین علی العہدین المبارکین مین واحد رجعی ہونے پر طلاق ثلاثہ دفعتًا کے اجماع تھا بعد ازان عہد فاروق مین یہ مسئلہ مختلف فیہا ہوگیا اور امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور امام احمد احد القولین مین واحد رجعی کے قائل ہین من بعد اُنکے بعض حنفیہ اور بعض مالکیہ اور بعض حنابلہ ومن بعدہم الی یومنا ہذا اس مسئلہ مین اختلاف کرتے آئے پھر اتفاق اور اجماع کا دعوی بیجا اور مغالطہ نہین تو کیا ہے۔

اب فاضل بہاری کے قول اور دعوی کے ابطال کے بعد بطور انتباہ التماس ہے کہ امام احمد کا اصول یہ ہے کہ حدیث صحیح مرفوع راوی حدیث کے فتوی کے باعث جو حدیث کے مخالف ہو متروک العمل نہین ہوسکتی ہے۔ اس لئے ہم دعوی کرسکتے ہین کہ امام احمد کا ایک قول یہ بھی ہے کہ طلاق ثلاثہ دفعتًا بموجب روایت حضرت

بہاری نے ایک حدیث صحیح مرفوع بھی معرض استدلال مین نہین لا یا
وکفی باللہ شہیدا۔ چنانچہ انکا رسالہ موجود ہے ناظرین ملاحظ
فرماکر داد حق دیوین۔ بلکہ مین نے حدیث صحیح مرفوع متصل الاسناد
سے ثابت کر دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طلاق ثلاثہ واقعہ
جلسہ واحدہ کو واحد رجعی فرمایا (دیکھیے صفحہ ۲۲)

اور اب میرا دعوی ہے کہ اگر تمام جہان کے قائلین
باللزوم چاہین کہ طلاق ثلاثہ واقعہ جلسہ واحدہ کے
متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ سند
صحیح یہ ثابت کرین کہ آنحضرت صلعم نے ایسی
تین طلاقون کو مغلظہ فرمایا ہے تو ہرگز ثابت
نہ کرسکین گے اور بفرض باطل اگر ثابت ہوجائے
تو ہم علی الاعلان اقرار کردینگے کہ طلاق ثلاثہ

علاوہ برین یہان مسئلہ طلاق ثلاثہ دفعتًا کے واحد رجعی ہونے مین حدیث صحیح وارد ہے۔ اس پر عمل کرنے سے مخالفت مذہب لازم نہین آتی ہے بلکہ عین اتباع مذہب ہے۔ علامہ شامی لکھتے ہین کہ

اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذھبہ فقد صح عن الائمۃ الاربعۃ اذا صح الحدیث فھو مذھبی (ردالمختار ملخصًا)	جسوقت حدیث صحیح ملجائے اور وہ حدیث مذہب کے خلاف ہو تو اسوقت حدیث پر عمل کرنا چاہئے اور وہی اسکا مذہب ہے کیونکہ چارون ائمہ نے کہا ہے کہ جب حدیث صحیح مل جائے تو وہی ہمارا مذہب ہے۔

اور نیز وہ جو فاضل بہاری نے "مخالفۃ جمہور" کا اعتراض لکھکر عوام کو اضطراب مین ڈالا ہے۔ اسکا جواب یہ ہے کہ تحقیق مسئلہ مین دلائل کی قوت کو دیکھنا چاہیئے تعداد اور شمار کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔ ورنہ فاضل بہاری پر عدم دانست کا الزام آویگا کیا انکو معلوم نہین ہے کہ خود امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے بیسیون جگہ جمہور کی مخالفت کی ہے بھلا ان مقامات مین فاضل مجیب جمہور کے طرف رجوع کرکے مشتہر کرینگے ؟ ہرگز نہین۔ پس ہرچہ برخود نہ پسندی بردیگران مپسند۔ سو یہان تو بفضلہ تعالی وتقدس جمہور کی مخالفت بھی نہین ہے۔ کیونکہ میری تحقیق مین قائلین باللزوم تعزیرًا تغلیظ کے قائل ہین۔ میرا یقین ہے کہ اگر اب سے

ابن عباس مرویہ امام مسلمؒ واحدہ رجعیہ ہوتی ہے فتامل۔
اور وہ جو فاضل بہاری نے لکھا ہے کہ "اسمین اتفاق صحابہٴ کرام واجماع ائمہ اعلام کیوجہ سے انتقال حرام اور رجعت باطل ہے" محض غلط ہے۔ خاکسار نے جہانتک غور کیا ہے اجماع ائمہ اربعہ یا بالعکس غرض ہر دو صورت مین انتقال من مذہب الی مذہب جائز ہے۔ فاضل بہاری کے سیاق تحریر سے صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ صورت ثانیہ یعنی عدم اتفاق ائمہ اربعہ کی صورت مین انتقال من مذہب الی مذہب جائز ہے۔ کما لا یخفی۔
باقی رہی صورت اولی! سو اسکا حال یہ ہے کہ ائمہ مجتہدین کو صرف چار عدد مین محدود کرنا بے دلیل اور خلاف واقع ہے بلکہ اور بہت سے ائمہ ایسے ہین جو مجتہد مطلق مانے گئے ہین۔ کتب متداولہ بھری پڑی ہین انمین اہل بصیرت کو نظر کرنے سے معلوم ہوجائے گا کہ امام ابو ثورؒ۔ امام بخاریؒ امام داؤد ظاہریؒ امام ابو جعفر ابن جریر طبریؒ اور امام ابن ابی لیلیؒ۔ ایسے ائمہ ہین جنکے مجتہد مطلق ہونیکا اقرار کیے بغیر چارہ نہین ہے۔ کیا آپکو معلوم نہین ہے کہ مسئلہ تحلیف شہود مین متاخرین احناف نے ابن ابی لیلیؒ کے مذہب کے مطابق فتوی دیا ہے بحالیکہ تحلیف شہود چارون مذہب مین ناجائز ہے۔

الا تری ان المتاخرین افتوا بتحلیف الشہود علی مذہب ابن ابی لیلی (شرح مسلم لبحر العلوم)

بتایا کہ پہلا ہی حکم ٹھیک تھا۔ الغرض یہ صحابہؓ ہی کے اختلاف کا نتیجہ
ہے کہ اُن حضرات کے بعد سے آج تک اختلاف چلا آتا ہے۔
اور دلائل کے رو سے یہی نہایت محقق معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ واحدہ
کی تین طلاق واحد رجعی ہوتی ہے اس طلاق مین ضرورت حلالہ
کی نہین ہے۔ طلاق دہندہ رجعت کرسکتا ہے واللہ اعلم وعلمہ
اتم واحکم۔
التماس۔ فاضل بہاری کی خدمت مین میری التماس ہے
کہ اس رسالہ کو ٹھنڈے دل سے پڑہین اور اوّل سے آخر تک
پڑہین۔ اگر کسی جگہ آپکی شان مین کوئی بے ادبی کا جملہ زمانہ کی روش
کے مطابق برتا گیا ہو تو زلت القلم سے تعبیر فرما کر معاف فرمائیگا۔
کیونکہ مین نے حتی الوسعی احتراز کیا ہے .... اسکے بعد
فاضل بہاری سے خصوصًا اور صاحب الغیاث سے عمومًا گذارش
ہے کہ رسالہ ہذا کا جواب اگر لکھنے کی خواہش ہو تو للہ راستی
موجب رضائے خدا ہے اسکا لحاظ ضرور رکھیئے گا۔ اور رسالہ
المغاث لاہل الغیاث کا جواب لکھنا بھی اگر ملحوظ خاطر گرامی ہو
تو جواب باصواب اور مدلل ہو۔ ایسا نہین کہ ورق گردانی کے
بعد بیکار سمجھی جائے لیکن میری یہ دعا ہے کہ میرا یہ رسالہ
فاضل بہاری کو پسند آوے اور ہمارے عم محترم صاحب الغیاث
بھی ہماری داد دیوین اور ساتھ ساتھ تمام قائلین بالوقوع رجوع عن القول

شاذ و نادر تین طلاقین دفعتًا دیجائین تو قائلین باللزوم بھی واحد
رجعی کا فتوی دینگے فافہم وتدبر۔

حاصل الکلام وخلاصۃ المرام

یہ ہے کہ طلقات ثلاثہ متفرقہ واقعہ فی الاطہار سے زن مطلقہ کی حرمت
پر کتاب و سنت اور اجماع صحابہ واتفاق ائمہ اربعہ ناطق ہے ایسی
مطلقہ سے بغیر حلالہ شرعیہ کے نکاح کرنا مطلق کو حرام اور ناجائز ہے
اور طلقات ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ سے زن مطلقہ کی حرمت کو
کتاب و سنت ہرگز نہین بتاتی ہے بلکہ رجعت کا حکم دیتی ہے کما مر انفا
رہے حضرات صحابہ ومن بعدہم سو اسکا حال یہ ہے کہ از عہد نبوی
تا اوائل عہد فاروقی آنحضرت صلعم کا فتوی اور صحابہ کا اسپر اجماع
تھا کہ طلقات ثلاثہ واقعہ جلسۂ واحدہ واحد رجعی سے ہے شوہر
کو حق رجعت باقی رہتا ہے وہ زن مطلقہ چاہے مدخولہ بہا ہو چاہے
غیر مدخولہ بہا۔ بقیہ عہد فاروقی مین حضرت عمر رض نے ایقاع ثلاث کی
جب اسقدر کثرت ملاحظہ فرمائی کہ خدشہ مفقودیت صورۃ ماموربہا
کا ہونے لگا تو سیاستًا وتعزیرًا طلاق ثلاثہ دفعتًا کا مطلقون پر امضا
فرما دیا۔ جماعۃ صحابہ مین اسیوقت سے اختلاف پھیلا۔ کوئی حرمت کے
قائل ہوگئے کوئی واحد رجعی کے قائل رہے اور خود حضرت عمر رض نے
بھی آخر ایام مین بجائے انسداد کے ازدیاد دیکھکر ندامت ظاہر فرمائی

بااللزوم کا اشتہار دیوین۔ آمین آمین آمین یارب العلمین۔

آخیر مین حضرات مصدقین فتوی موسومہ الاحقاق سے

(جنمین سے کوئی صاحب لقد حصحص الحق کا بے معنی نعرہ

لگا رہے ہین اور کوئی لمآ پر حرف فا کے ساتھ جزا

لا رہے ہین) نہایت ادب سے گذارش ہے کہ براہ نوازش

اس رسالہ کو ملاحظہ فرما کر اپنے مطاعن کی آتش

سوزان کو خود رو روکر بجھائین اور

آیندہ کیلئے حق کو اپنا دین

اور تہذیب کو اپنا شعار

بنائین۔

والسلام علی من اتبع الحق الحقیق

احقر العباد ابو تراب محمد عبد الرحمن حنفی نقشبندی گیلانوی

بھاری غفر لہ وایدہ اللہ العزیز البدری